بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

انی اٰوی القریۃ



الحکم

دار الامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۷ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۰۳ء مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ ہجری روز چہارشنبہ

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

گذشتہ اشاعت سے آگے

جاننا چاہیئے کہ عالم آخرت درحقیقت دنیوی عالم کا ایک عکس ہے اور جو کچھ دنیا میں روحانی طور پر ایمان اور ایمان کے نتائج اور کفر اور کفر کے نتائج ظاہر ہوتے ہیں وہ عالم آخرت میں جسمانی طور پر ظاہر ہو جائینگے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ یعنی جو اس جہان میں اندہا ہے وہ اس جہان میں بھی اندہا ہی ہوگا۔ ہمیں اس تمثلی وجود کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے اور ذرا سوچنا چاہیے کہ کیونکہ روحانی امور عالم رویا میں متمثل ہو کر نظر آجاتے ہیں اور عالم کشف تو اس سے بھی عجیب تر ہے کہ وجود عدم غیبت حس اور بیداری کے روحانی امور۔ طرح طرح کے جسمانی اشکال میں انہیں آنکھوں سے دکھائی دیتے ہیں جیسا کہ بسا اوقات عین بیداری میں ان روحوں سے ملاقات ہوتی ہے جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور وہ اسی دنیوی زندگی کے طور پر اپنے اصلی جسم میں اسی دنیا کے کپڑوں میں سے ایک پوشاک پہنے ہوئے نظر آتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور بسا اوقات ان میں سے مقدس لوگ باذنہ تعالیٰ آئندہ کی خبریں دیتے ہیں اور وہ خبریں مطابق واقعہ نکلتی ہیں۔ بسا اوقات عین بیداری میں ایک شربت یا کسی قسم کا میوہ عالم کشف سے ہاتھ میں آتا ہے اور وہ کھانے میں نہایت لذیذ ہوتا ہے اور ان سب امور میں یہ عاجز خود صاحب تجربہ ہے کشف کی اعلیٰ قسموں میں سے یہ ایک قسم ہے کہ بالکل بیداری میں واقع ہوتی ہے اور یہاں تک اپنے ذاتی تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ ایک شیریں طعام یا کسی قسم کا میوہ یا شربت غیب سے نظر کے سامنے آگیا ہے اور وہ ایک غیبی ہاتھ سے منہ میں پڑتا جاتا ہے اور زبان کی قوت ذائقہ اس کے لذیذ طعم سے لذت اوٹھاتی جاتی ہے اور دوسرے لوگوں سے باتوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور حواس ظاہری بخوبی اپنا اپنا کام دے رہے ہیں اور یہ شربت یا میوہ بھی کھایا جا رہا ہے اور اسکی لذت اور حلاوت بھی ایسی ہی کھلی کھلی طور پر معلوم ہوتی ہے بلکہ وہ لذت اس لذت سے نہایت الطف ہوتی ہے اور یہ ہرگز نہیں کہ وہ وہم ہوتا ہے یا صرف بے بنیاد تخیلات ہوتے ہیں۔ بلکہ واقعی طور پر وہ خدا جس کی شان بکل خلق علیم ہے ایک قسم کے خلق کا تماشا دکھا دیتا ہے پس جبکہ اس قسم کے خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی نمونہ دکھائی دیتا ہے اور ہر ایک زمانہ کے عارف اس کے بارے میں گواہی دیتے چلے آئے ہیں تو پھر وہ تمثلی خلق اور پیدائش جو آخرت میں ہوگی اور میزان اعمال نظر آئیگی اور پلصراط نظر آئیگا اور ایسا ہی بہشت اور امور روحانی جسمانی تشکل کے ساتھ نظر آئینگے اس سے کیوں عقلمند تعجب کرے کیا جس نے یہ سلسلہ تمثلی خلق اور پیدائش کا دنیا میں ہی عارفوں کو دکھا دیا ہے۔ اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ وہ آخرت میں بھی دکھا دے بلکہ ان تمثلات کو عالم آخرت سے نہایت مناسبت ہے کیونکہ جس حالت میں اس عالم میں جو کمال انقطاع کا تجلی گاہ نہیں ہے یہ تمثلی پیدائش تزکیہ یافتہ لوگوں پر ظاہر ہو جاتی ہے تو پھر عالم آخرت میں اکمل اور اتم انقطاع کا مقام ہے۔ کیوں نظر نہ آوے۔

یہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہیئے کہ انسان عارف پر اسی دنیا میں وہ تمام عجائبات کشفی رنگوں میں کھل جاتے ہیں کہ جو ایک محجوب آدمی حصہ کے طور پر قرآن کریم کی ان آیات میں پڑھتا ہے جو معاد کے بارے میں خبر دیتی ہیں سو جس کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچتی وہ ان بیانات سے تعجب میں پڑجاتا ہے بلکہ بسا اوقات اوس کے دل میں اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا عدالت کے دن تخت پر بیٹھنا اور ملائک کا صف باندہے کھڑے ہونا اور ترازو میں عملوں کا تلنا اور لوگوں کا پلصراط پر چلنا اور سزا جزا کے بعد موت کو بکرے کیطرح ذبح کر دینا اور ایسا ہی

موجودہ عیسائیت

عیسائیوں کا موجودہ دین و مذہب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اوس کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں ہے جو حق کے طالب کو اس سے کچھ تسلی مل سکے۔ اگر تعلیم کی طرف دیکھیں تو وہ ناقص ہے اور اگر اون نشانوں کو دیکھیں جو انجیل میں سچے مسیحی کی علامت ٹھہرائے گئے ہیں تو کسی عیسائی میں اون کا پتہ نہیں ملتا۔ اور اگر مسیح کے کام دیکھیں تو بجز قصوں کہانیوں کے رویت کے طور پر کسی کا ثبوت نہیں۔ اور اگر ان پیشگوئیوں کو غور سے پڑھیں جن کے رُو سے مسیح کا خدا ہونا سمجھا جاتا ہے تو کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں جس سے یہ مدعا ثابت ہو سکے۔ اور خود ظاہر ہے کہ اگر توریت اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں کسی خدا کے پیدا ہونیکا وعدہ دیا جاتا تو یہود اس وعدہ کے موافق ضرور یہ عقیدہ رکھتے کہ کسی وقت خدا اون کی مدد کرنیکے لئے مجسم ہو کر کسی عورت کے پیٹ میں سے پیدا ہوگا۔ اور ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ یہود توریت اور دوسرے عہد عتیق کے صحیفوں سے برگشتہ نہ تھے۔ تا ایسے خدا سے منکر رہتے۔ اور اگر حضرت مسیح کی خدائی کو قبول نہیں کیا تھا تو کیا وجہ تھی کہ اصل پیشگوئی سے منکر ہو جاتے۔ ان کو بہرحال یہ کہنا چاہیے تھا کہ ایسا جسمانی خدا اگرچہ ابتک نہیں آیا مگر ضرور آئے گا لیکن تم یہود کو پوچھکر دیکھ لو کہ وہ ایسے عقائد سے سخت بیزار اور اوس کو کفر اور شرک قرار دیتے ہیں اور اس بات کے ہرگز منتظر نہیں ہیں کہ کسی وقت خدا انسانی جسم میں جنم لے گا یا یہ کہ عقیدہ تثلیث بحق ہے۔ بلکہ وہ صاف کہتے ہیں کہ ایسے عقاید رکھنے والا کافر ہے اور ہرگز نجات نہیں پائیگا۔ حالانکہ یہود وہ لوگ ہیں جن کے درمیان برابر نبی آتے رہے۔ یہ بالکل قرین قیاس نہیں کہ یہود باوجود مسلسل تعلیم انبیاء کے مرے سے ایسے خدا کے منکر ہو جاتے جس کے پیدا ہونے کی کسی پیشگوئی میں اون کو امید دی جاتی۔ ہاں ممکن تھا کہ اس جسمانی خدا کا مصداق حضرت مسیح کو نہ ٹھہراتے مگر یہ تو کہتے کہ وہ جسمانی خدا کوئی اور ہے جو بعد میں آئیگا۔ ہم نے اس زمانہ کے بہت سے فاضل یہودیوں سے دریافت کیا۔ اُنہوں نے یہ جواب لکھا ہے۔ کہ کبھی کسی نبی نے یہودیوں کو ایسے جسمانی خدا کے ظاہر ہونے کی امید نہیں دلائی۔ اور ایسا اعتقاد صریح شرک اور کفر اور توریت کی تعلیم کے مخالف ہے

الہام الٰہی و الہام شیطانی میں تمیز

اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ امت کے تمام اکابر اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابل پذیرائی نہیں جبتک کہ اسمیں الٰہی شوکت نہ ہو اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں جو اوسی شخص کے مُنہ سے نکلے ہوں ہستی باری تعالیٰ پر محکم دلیل۔ قرآن شریف نے خدا تعالیٰ کا علت العلل ہونا قرار دیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان الیٰ ربک المنتہیٰ۔ یعنی تمام سلسلہ علل و معلولات تیرے رب پر ختم ہو جاتا ہے تفصیل اس دلیل کی یہ ہے کہ نظر تعمیق سے معلوم ہوگا کہ یہ تمام موجودات علل و معلول کے سلسلہ میں موجود ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں طرح طرح کے علوم پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ کوئی حصہ مخلوقات کا نظام سے باہر نہیں بعض بعض کے لئے بطور اصول اور بعض بطور فروع کے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ علت یا تو خود اپنی ذات سے قایم ہوگی اور یا اوسکا وجود کسی دوسرے علت کے وجود پر منحصر ہوگا اور پھر یہ دوسری علت کسی اور علت پر وعلیٰ ہذا القیاس اور یہ تو جائز نہیں کہ اس محدود دنیا میں علل و معلول کا سلسلہ کہیں جاکر ختم نہ ہو اور غیر متناہی ہو تو بالضرورت ماننا پڑا کہ یہ سلسلہ ضرور کسی اخیر علت پر جاکر ختم ہو جاتا ہے پس جس پر اس تمام سلسلہ کا انتہا ہے وہی خدا

ہے آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ آیت وان

الیٰ ربک المنتہیٰ اپنے مختصر

لفظوں میں اسی دلیل مذکورہ بالا کو

بیان فرما رہی ہے جس کے یہ

معنے ہیں کہ انتہا تمام

سلسلہ کا تیرے رب تک

ہے

ولایت کیلئے خاندان کی ضرورت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں کہ انبیاء اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنے نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اونمیں سے نہیں ہوتے جو دُنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں۔ ایسے ولیوں کو کسی اعلےٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں کیونکہ اون کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لیکر آتے ہیں یا عند لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام یا سردار اور پیشوا سمجھ لیں۔ اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد خدا کے ان نائبوں کی اطاعت کریں اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ اون کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا اون کے قبول کرنے اور اُن کی اطاعت کا جوا اوٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اون کو ایسا ابتلا پیش آوے جو اون کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ ایسے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اوس کے تابعدار بنیں اور اوسکو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنے بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ وہ وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور اون کے پاخانوں کی نجاست اوٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیلخانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اُسکو جوتے بھی مارے ہیں اور اوس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اوٹھاتے ہیں اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اوس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لیکر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اوسے جہنم میں ڈالے گا۔ لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ہے۔ کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا اوس کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے۔

التماس

ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام مع پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو کہ حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی۔ دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت سا حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضایع ہو جاتا ہے۔ اسطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے امید ہے کہ ہمارے سر مغز اور کارخانہ کی تکلیف پر نظر کر کے [illegible] اس امر کو ملحوظ رکھیں گے۔ اپنا [illegible]

مذہبی انقلاب

ایک وہ زمانہ تھا کہ انجیل کے واعظ بازاروں اور گلیوں اور کوچوں میں نہائت ور یدہ دہانی سے اور سراسر افترا سے ہمارے سیّد و مولیٰ خاتم الانبیاء اور افضل الرسل والاصفیاء اور سید المعصومین والاتقیاء حضرت محبوب جناب احدیت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ قابل شرم جھوٹ بولا کرتے تھے کہ گویا آنجناب سے کوئی پیشگوئی یا معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور اب یہہ زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے علاوہ اُن ہزارہا معجزات کے جو ہمارے سرور و مولیٰ شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن شریف اور احادیث میں اس کثرت سے مذکور ہیں جو اعلیٰ درجہ کے تواتر پر ہیں تازہ بتازہ صدہا نشان ایسے ظاہر فرمائے ہیں کہ کسی مخالف اور منکر کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہم نہائت نرمی اور انکسار سے ہر ایک عیسائی صاحب اور دوسرے مخالفوں کو کہتے رہے ہیں اور اب بھی کہتے ہیں کہ درحقیقت یہہ بات سچ ہے کہ ہر ایک مذہب جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو کر اپنی سچائی پر قائم ہوتا ہے۔ اسکے لئے ضرور ہے کہ ہمیشہ اس میں ایسے انسان پیدا ہوتے رہیں کہ جو اپنے پیشوا اور ہادی اور رسول کے نائب ہو کر یہہ ثابت کریں کہ وہ نبی اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے زندہ ہے فوت نہیں ہوا کیونکہ ضرور ہے کہ وہ نبی جس کی پیروی کی جاوے جس کو شفیع اور منجی سمجھا جائے وہ اپنے روحانی برکات کے لحاظ سے ہمیشہ زندہ ہو اور عزت اور رفعت اور جلال کے آسمان پر اپنے چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ ایسا بدیہی طور پر مقیم ہو اور خدائے ازلی ابدی حیّ قیوم ذوالاقتدار کے دائیں طرف بیٹھا اوس کا ایسے پر زور الٰہی نوروں سے ثابت ہو کہ اس سے کامل محبت رکھنا اور اسکی پیروی کرنا لازمی طور پر اس نتیجہ کو پیدا کرتا ہو کہ پیروی کرنے والا روح القدس اور آسمانی برکات کا انعام پائے اور اپنے پیارے نبی کے نوروں سے نور حاصل کر کے اپنے زمانہ کی تاریکی کو دُور کرے اور مستعد لوگوں کو خدا کی ہستی پر وہ پختہ اور کامل اور درخشان اور تابان یقین بخشے جس سے گناہ کی تمام خواہشیں اور سفلی زندگی کے تمام جذبات جل جاتے ہیں۔ یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ نبی زندہ اور آسمان پر ہے۔ سو ہم اپنے خدائے پاک ذوالجلال کا کیا شکر کریں کہ اُس نے اپنے پیارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پیروی کی توفیق دے کر اور پھر اس محبت اور پیروی کے روحانی فیضوں سے جو سچی تقویٰ اور سچے آسمانی نشان ہیں کامل حصہ عطا فرما کر ہم پر ثابت کر دیا کہ وہ ہمارا پیارا برگزیدہ نبی فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملیک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے اللھم صل علیہ وبارک وسلم۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھاالذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما

اب ہمیں کوئی جواب دے کہ روئے زمین پر یہہ زندگی کس نبی کے لئے بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہے؟ کیا حضرت موسےٰ کیلئے! ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا راجہ رامچندر یا راجہ کرشن کے لئے؟ ہرگز نہیں۔ کیا وید کے اون رشیوں کے لئے جنکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اون کے دلوں پر وید کا پرکاش ہوا تھا! ہرگز نہیں۔ جسمانی زندگی کا ذکر بے سود ہے اور حقیقی اور روحانی اور فیض رسان زندگی وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی زندگی کے مشابہ ہو کر نور اور یقین کے کرشمے نازل کرتی ہو ورنہ جسمانی وجود کے ساتھ ایک لمبی عمر پانا اگر فرض بھی کر لیں اور فرض کے طور پر ان بھی لیں کہ ایسی عمر کسی کو دی گئی ہے۔ تو کچھ بھی جائے فخر نہیں۔ مصر کی بعض پورانی عمارتیں ہزارہا برس سے چلی آتی ہیں اور بابل کے کھنڈرات ابتک موجود ہیں جن میں اُلو بولتے ہیں اور اس ملک میں اجودھیا اور بندرابن بھی پرانے زمانہ کے آباد ہیں۔ اور اٹلی اور یونان میں بھی ایسی قدیم عمارتیں پائی جاتی ہیں۔ تو کیا اس جسمانی طور پر لمبی عمر پانے سے یہہ تمام چیزیں اوس جلال اور بزرگی سے حصہ لے سکتی ہیں جو روحانی زندگی کی وجہ سے خدا کے مقدس لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ✽

دقیقہ معرفت

نمبر - ۱

عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہونگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین امنوا معہ نورھم یسعٰی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علیٰ کل شیءٍ قدیر یعنے جو لوگ دُنیا میں ایمان کا نور رکھتے ہیں ان کا نور قیامت کو اون کے آگے اور اون کی دہنی طرف دوڑتا ہوگا وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ اے خدا ہمارے نور کو کمال تک پہنچا اور اپنی مغفرت کے اندر ہمیں لے لے تو ہر چیز پر قادر ہے اس آیت میں یہہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہیں گے کہ ہمارے نور کو کمال تک پہنچا یہہ ترقیات غیر متناہیہ کی طرف اشارہ ہے یعنے ایک کمال نورانیت کا انہیں حاصل ہوگا پھر دوسرا کمال نظر آئے گا۔ اس کو دیکھہ کر پہلے کمال کو ناقص پائیں گے پس کمال ثانی کے حصول کیلئے التجا کریں گے اور جب وہ حاصل ہوگا تو ایک تیسرا مرتبہ کمال کا اون پر ظاہر ہوگا۔ پھر اوسکو دیکھکر پہلے کمالات کو ہیچ سمجھیں گے اور اوس کی خواہش کریں گے یہی ترقیات کی خواہش ہے۔ جو اتمم کے الفاظ سے سمجھی جاتی ہے۔

غرض اسی طرح غیر متناہی سلسلہ ترقیات کا چلا جائیگا تنزل کبھی نہیں ہوگا۔ اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے۔ بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے نہ پیچھے ہٹیں گے۔ اور یہہ جو فرمایا کہ وہ ہمیشہ اپنی مغفرت چاہیں گے اس جگہ سوال یہہ ہے کہ جب بہشت میں داخل ہو گئے تو پھر مغفرت میں کیا کسر رہ گئی۔ اور جب گناہ بخشے گئے تو پھر استغفار کی طرف کونسی حاجت رہی۔ اس کا جواب یہہ ہے کہ مغفرت کے اصل معنے یہ ہیں نالائق اور ناقص حالت کو نیچے دبانا اور ڈھانکنا سو بہشتی اس بات کی خواہش کرینگے کہ کمال تام حاصل کریں اور سراسر نور میں غرق ہو جائیں۔ ... دوسری حالت کو دیکھہ کر پہلی حالت کو ناقص پائیں گے۔ پس چاہینگے کہ پہلی حالت نیچے دبائی جائے۔ پھر تیسرے کمال کو دیکھ کر یہہ آرزو کرینگے کہ دوسرے کمال کی نسبت مغفرت ہو یعنی وہ حالت ناقصہ نیچے دبائی جائے اور مخفی کیجائے اسی طرح غیر متناہی مغفرت کے خواہشمند رہیں گے۔ یہ وہی لفظ مغفرت اور استغفار کا ہے جو بعض نادان بطور اعتراض ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پیش کیا کرتے ہیں۔ سو ناظرین نے اسجگہ سے سمجھ لیا کہ یہی خواہش استغفار فخر الانسان ہے۔ جو شخص کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے استغفار اپنی عادت نہیں پکڑتا وہ کیڑا ہے نہ انسان اور اندھا ہے نہ سوجاکھا اور ناپاک ہے اور نہ طیب اب خلاصہ کلام یہہ ہے کہ قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال و آثار ہیں کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہونگے مگر وہ روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہونگے ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں ہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین میں درخت لگائے گئے ہوں اور ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہیں اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے ✽

عمرالدین

الوہیت یسوع کے بطلان کی دلیل -

تعجب کی بات ہے ایک شخص انسانی جامہ میں ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادۃ انسان اس کو مانا جاسکتا ہے صورت شکل سے یہہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے یہہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور نصاریٰ بھی اس کے قائل نہیں ہونگے تو اب بجز اس کے کہ یہہ دکھایا جائے کہ اس کے یہہ افعال اور اعمال تھے جو انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہیں اور جو اسے خدائی کا منصب دلاتے ہیں اور کوئی مبسوط دلیل اس کی الوہیت کی ہو نہیں سکتی - اور یہ دعوےٰ خام ہے - اسلام آجتک ڈنکے کی چوٹ سے پکار رہا ہے ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنے اللہ کے نزدیک جو حقیقی الوہیت کا حقدار ہے اس لئے کہ جامع جمیع صفات کاملہ اور ہر قسم کے بشری ضعفوں اور مخلوقی عوارض و لوازم سے منزہ ہے - ہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ آدمی سے کچھ بھی زیادہ نہیں یعنے اس میں سارے وہ لوازم اور عوارض موجود ہیں جو آدمی میں پائے جاتے ہیں - جو شخص اسکی الوہیت کا مدعی ہے وہ معمولی آدمی سے بڑھ کر خواص ہمیں دکھائے - یہہ بڑا بھاری قرضہ نصاریٰ کی گردن پر ہے اور تیرہ سو برس سے برابر چلا آتا ہے - ان کی غیرت کا اگر ان میں ہوتی یہ مقتضاء ہونا چاہیے تھا کہ اس خطرناک الزام سے بری ہوتے - کہاں یہہ کہ وہ ایک شخص کو خدا اور الٰہ مانینگے اور کہاں یہ کہ اسلام مٹی سے بنے ہوئے آدمی کو کسی طرح بھی بڑھ کر اُسے نہ مانے اور نہ ماننے دے -

محبّت کامل

الٰہی محبت کا درجہ وہ ہے جسمیں ایک نہائت افروختہ شعلہ محبّت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اُس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اُس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اُسکو بنا دیتا ہے - اور اس حالت میں آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے - بلکہ معًا اُس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اُٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے اردگرد کے روز روشن کی طرح روشن کر دیتی ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفات کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہوجاتا ہے - اور یہہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہوجاتی ہے اُس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اوس کا نام شدید القویٰ بھی ہے - کیونکہ یہہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں اور اس کا نام ذوالافق الاعلےٰ بھی ہے کیونکہ یہہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اسکو راٰے مارأے کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے - کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہہ کیفیت صرف دُنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جسپر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے - اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچتا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے - حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سی ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کرکے اُس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہہ ہیں کہ نہائت تعریف کیا گیا یعنی کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا - ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ وارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوا اور اعلیٰ وارفع مقام محبت کا ملا -

ملائکہ

اب پھر میں ملائک کے ذکر کی طرف عود کرکے کہتا ہوں کہ قرآن شریف نے جس طرز سے ملائک کا حال بیان کیا ہے وہ نہائت سیدھی اور قریب قیاس راہ ہے اور بجز اوس کے ماننے کے انسان کو کچھ بن نہیں پڑتا قرآن شریف پر بدیدہ تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بلکہ جمیع کائنات الارض کی تربیت ظاہری و باطنی کے لئے بعض وسائط کا ہونا ضروری ہے اور بعض بعض اشارات قرآنیہ سے نہائت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں اُن کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں - بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اوتارنے والے ہیں - پس اسمیں کچھہ شک نہیں کہ بوجہ مناسبت نوری وہ نفوس طیبہ اُن روشن اور نورانی ستاروں سے تعلق رکھتے ہونگے کہ جو آسمانوں میں پائے جاتے ہیں مگر اس تعلق کو ایسا نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جیسے زمین کا ہر یک جاندار اپنے اندر جان رکھتا ہے - بلکہ اون نفوس طیبہ کو بوجہ مناسبت اپنی نورانیت اور روشنی کے جو روحانی طور پر اونہیں حاصل ہے روشن ستاروں کے ساتھہ ایک مجہول الکنہ تعلق ہے اور ایسا شدید تعلق ہے کہ اگر اُن نفوس طیبہ کا اُن ستاروں سے الگ ہونا فرض کر لیا جائے تو پھر اون کے تمام قویٰ میں فرق پڑ جائیگا - انہیں نفوس کے پوشیدہ ہاتھ کے زور سے تمام ستارے اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں اور جیسے خدا تعالیٰ تمام عالم کے لئے بطور جان کے ہے ایسا ہی مگر اس جگہ تشبیہ کامل مراد نہیں وہ نفوس نورانیہ کواکب اور سیارات کے لئے جان کا ہی حکم رکھتے ہیں اور اون کے جدا ہو جانے سے اون کی حالت وجود پر بکلی فساد راہ پا جانا لازمی و ضروری امر ہے اور آجتک کسی نے اس امر میں اختلاف نہیں کیا کہ جسقدر آسمانوں میں سیارات اور کواکب پائے جاتے ہیں وہ کائنات الارض کی تکمیل و تربیت کے لئے ہمیشہ کام میں مشغول ہیں غرض یہہ نہائت سچی ہوئی اور ثبوت کے چرخ پر چڑھی ہوئی صداقت ہے کہ تمام نباتات اور جمادات اور حیوانات پر آسمانی کواکب کا دن رات اثر پڑ رہا ہے اور جاہل سے جاہل ایک دہقان بھی اسقدر تو ضرور یقین رکھتا ہوگا کہ چاندکی روشنی پھلوں کے موٹا کرنے کے لئے اور سورج کی دھوپ اون کو پکانے اور شیریں کرنے کیلئے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل لانے کے لئے بلاشبہ موثر ہیں - اب جبکہ ظاہری سلسلہ کائنات کا ان چیزوں کی تاثیرات مختلفہ سے تربیت پا رہا ہے - تو اس میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ باطنی سلسلہ پر بھی باذنہ تعالیٰ وہ نفوس نورانیہ اثر کر رہی ہیں جنکا اجرام نورانیہ سے ایسا شدید تعلق ہے کہ جیسے جان کو جسم سے ہوتا ہے -

طالب حق کے لئے ضرور ہے کہ پہلے ہی سے اپنے روحانی طبیب کے ساتھ ظاہری علائق و وسائط کی جانب درصورت عدم یا وجود قطع نظر کرے - اور اُس کے توسط سے دنیاوی مدارج اور ظاہری برکات کے استحصال کا خیال نہ رکھے تا اوس کی روحانی ترقی کے لئے مانع اور حاجب نہ ہو - بالکل باطنی فیضان اور روحانی لمعان کے اکتساب کے لئے اپنے ارادتمند دل کو وقف سمجھے - محض دینی خدمات میں بہم پہنچانے والے اسباب کے حصول کی غرض سے اپنی مستعار حیات کے حامل جسم کو اُس ہادی کی سپرد کر دیوے جیسے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے مالی حالی جانی مکانی ہر قسم کے سرمایہ کو رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا قربان کرکے سچے مولا کے قرب و عزت کے عالیہ مراتب کا فوز حاصل کیا پھر اسی برکت سے اُنہیں ظاہری کمالات اور دنیوی مدارج بھی حاصل ہوئے -

حفظِ صحت اور اسلام

نمبر ۷

۱- جو شخص تذکرہ قرآنی اور آیات الٰہی سے مُنہ پھیرتا ہے۔ وہ بڑا ظالم اور خدا کا مجرم ہے اللہ تعالیٰ اوس کو دُنیا میں ذلیل و خوار کرتا ہے۔ اور آخرت میں بھی کریگا چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ومن اظلم ممن ذکر بایٰت ربہ فاعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون اوس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جس کو اُس کے رب کی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی پر اوس نے مُنہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا۔ اور جو شخص اپنے رب کے ذکر سے مُنہ پھیرے اللہ اوسکو سخت عذاب میں ڈالے گا ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیٰمۃ اعمیٰ اور جس نے میرے ذکر سے مُنہ پھیر لیا تحقیق اس کے واسطے گذران تنگ ہے اور قیامت کے دن ہم اوسکو اندھا اوٹھا دیں گے۔ چنانچہ تاریخ تبلاتی اور زمانہ حال گواہی دیتا ہے کہ قرآن مجید سے غافل رہنے کا دنیا میں تو یہ نتیجہ ہے کہ روز بروز ذلت و خواری بڑھتی جارہی ہے کسب علوم و فنون اور تجارت میں بہت پیچھے گر گئے ہیں محنت کی عادت نہیں رہی جو تمام کامیابیوں کی بنیاد ہے آرام طلبی۔ آوارہ گردی۔ تماش بینی اور لہو و لعب دلوں میں ایسے بیٹھے ہیں کہ اون کا اخراج محال ہوگیا ہے۔ کتب اخلاقی و اسرار اذکار الٰہی اور تذکرہ قرآنی کا کوئی ذوق و شوق نہیں۔ مگر واہیات قصوں اور عشقیہ مضامین کا ہے۔ دین کا یہ حال ہوگیا ہے کہ اوّل تو نمازوں سے متنفر اور تمام احکام الٰہی کے خلاف ساعی ہیں جو برائے نام نمازی ہیں وہ رسمی طور سے ادا کر جاتے ہیں۔ تسبیح و تحمید اور تکبیر کے عمدہ نتائج مترتب نہیں ہوتے دعاؤں اور عجز و نیاز کے ثمرات حاصل نہیں ہوتے یہ تمام نتیجہ رسمی طور پر ادا کرنے کا ہے وعظ و نصیحت سے کوئی دلچسپی نہیں الغرض یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا پس اللہ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا اب انکی دُنیا بھی خراب ہے اور دین بھی۔

۲- غفلت میں انسان اعمال کے نتائج سے عبرت حاصل نہیں کرسکتا بلکہ بے خبر مست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون۔ لوگوں کے واسطے اون کا حساب قریب ہوگیا۔ پھر وہ غفلت میں مُنہ پھیرے ہوئے ہیں یا ویلنا قد کنا فی غفلۃ من ھذا بل کنا ظلمین۔ ہائے ہماری کمبختی کہ ہم تو حقیقتاً اس حال سے غفلت میں تھے بلکہ ظالم بنے رہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شامت اعمال سے ہم تباہ ہوتے جارہے ہیں پر کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ روز بروز واہیات عادات اور واہیات شغلوں کی ترقی ہے۔

۳- غفلت سے انسان حیوان لایعقل بنجاتا اور ایسی حالت کو پہنچ جاتا ہے کہ اوس کی اصلاح غیر ممکن ہوجاتی اور سمجھ و صلاحیت کے قویٰ مارے جاتے ہیں بلکہ نصیحت کی بات اور ذکر الٰہی سے بدکتا اور متنفر رہتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ افانت تکون علیہ وکیلا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا کیا تو نے اوس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا کیا تو اوس کی وکالت کرسکتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اکثر اون میں سے سنتے یا سمجھتے ہیں نہیں نہیں وہ تو چوپایوں کے مشابہ ہیں۔ بلکہ اون سے بھی زیادہ بیراہ فما لھم عن التذکرۃ معرضین کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ پس اون کو کیا ہوا کہ تذکرۃ قرآنی سے مُنہ پھیرتے ہیں گویا کہ وہ بھاگ جانے والے گدھے ہیں کہ شیر سے بھاگ جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احکام الٰہی کے مخالف اور نفسانی اغراض کی متابعت سے عموماً مسلمانوں کا یہ حال ہوگیا ہے کہ قرآنی احکام کو سن نہیں سکتے اور نہ اوس پر عمل کرسکتے ہیں بلکہ ایسے شخص کے پاس جو قرآنی اذکار کرتا ہو بیٹھ بھی نہیں سکتے اور فوراً بھاگ جاتے ہیں۔

ایک پیرزادہ صاحب سے میں نے کہا کہ آپ عرسوں کے موقعہ پر جو مسجد میں قوالی اور ناچ کرواتے ہیں یہ نہایت ہی دہشتناک گناہ ہے۔ مساجد جو عبادت الٰہی کے واسطے مخصوص کی گئی ہیں اوس میں بیٹھکر ناچ دیکھنا اور قوالی سُننا بڑا ہی سخت گناہ ہے اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ دین سے بالکل بےخبر یا قرآن کے مخالف ہیں۔ غفلت نے آپکو بےخبر بنا رکھا اور آپکی دینی سمجھ اور غیرت کو مار دیا ہے آپ بزرگوں کی اولاد کہلاتے ہیں۔ آپ کو ایسا واہیات نمونہ پیش کرنا ہرگز مناسب نہیں اُس نے اس تمام تقریر کا یہ جواب دیا کہ بزرگوں سے یہی رسم چلی آتی ہے۔ پھر میں نے کہا جن لوگوں نے یہ رسم چلائی یا اوس رسم میں شریک ہوئے اور کوئی جہاد اُس کے خلاف نہ کیا۔ آپ اُنکو بزرگ کہتے ہیں آپکی اس سمجھ پر افسوس کرتا ہوں کہ جو خلاف شرع رسوم کے بانی ہوئے یا اون میں شریک ہوتے رہے آپ اون کو بزرگ کے نام سے یاد کریں ایسا کہنے میں خدا اور رسول کی توہین ہوتی ہے پھر اوس نے جواب دیا کہ اس موقعہ پر بہت سے بھوکوں کو کھلایا جاتا ہے اور حمدیہ اور نعتیہ شعر بھی پڑھے جاتے ہیں میں نے کہا کہ پانی جو پاک کرنے والی چیز ہے اگر اوس میں گند ملایا جاوے یا ایک کوئیں میں مردار کتا پڑجاوے تو وہ تمام غلیظ ہوجاتا ہے اور جسقدر لوگ اوس پانی سے وضو کریں یا نہادیں تمام ناپاک رہتے ہیں۔ پھر کیا سبب آپ ان ظاہری باتوں کو مانتے ہیں پر باطنی طہارت کی طرف کچھ خیال نہیں بندہ نما رنڈیوں کے مُنہ کیطرف دیکھنا اور اون سے حمدیہ نعتیہ اشعار سُننا کیسی جرأت اور شوخی ہے خدا کے کلام کی ایسی بےادبی اگر قرآن مجید کو آپ ایک گند کے ڈھیر میں ڈالدیں تو کیا الثواب ہوگا اُس نے جوابدیا کہ ثواب کیا بلکہ سخت گناہ اور بےادبی ہے میں نے کہا یہی حال آپ کے ان عُرسوں کا ہے کہ مساجد کے اندر فاحشہ عورتوں سے ناچ کرواتے اور راگ سُنتے ہو۔ تمہاری تمام خیرات بھی حرام ہے کیونکہ حرام نیت سے ہے خدا واسطہ نہیں اگر خدا واسطہ ہو تو ذرا اُس کا خوف کرو اور اوس کے حکموں کو مانو آپ بزرگوں کو بدنام نہ کیجئے بلکہ بدکاروں بدفہموں اور بےدینوں کی یہ رسمیں ایجاد کردہ ہیں جس شخص میں ایک ذرہ بھی دینی حیا یا اسلامی سمجھ ہو وہ کبھی ایسی واہیات رسمیں ایجاد کرنا تو در کنار شامل بھی نہیں ہوسکتا پھر دو ایک صاحبوں کے نام لئے جو اپنی اوقات کو تسبیح اور وظائف میں خرچ کرتے اور عُرسوں میں شریک ہوتے تھے میں نے کہا وہ عجب بدفہم اور بےدین تھے کہ اونکو مساجد کے اندر خلاف شرع رسومات ہوتے دیکھکر کبھی جوش پیدا نہ ہوا کم از کم اتنا تو کرسکتے تھے کہ خود شریک نہ ہوا کرتے اور متنفر رہتے تاکہ اون کے واسطے اون کی شراکت حجت نہ ہوجاتی اب آپ لوگوں کو ایسے واہیات بدفہم اور بےدین لوگوں کے نمونے نے اللہ اور رسول کے خلاف برسرپیکار کر رکھا ہے میرا تو یہی مسئلہ ہے کہ جو شخص عمداً احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ شیطان ہے اوس سے پناہ مانگنی چاہئے جب قرآن دُنیا میں موجود ہے تو پھر آپ اوسکو کیوں حکم نہیں بنالیتے اور کیوں اس میزان پر بُری یا بھلی باتوں کا موازنہ نہیں کرلیتے۔ اوس نے جواب دیا کہ جیسا قرآن کو ہمارے بزرگوں نے سمجھا ہم نہیں سمجھ سکتے اُنہوں نے اُس کو سمجھ کر عمل کیا ہے بھلا خلاف کب کرسکتے تھے۔ میں نے کہا کہ جن الفاظ سے اونھوں نے رنڈیوں کا ناچ مساجد کے اندر جائز قرار دیا ہے وہ الفاظ تو مجھے سنا دو اوس نے جواب دیا کہ اگر اسقدر ہمکو سمجھ ہوتی تو پھر ہم پہلے ہی آپ کو قائل کر دیتے۔ میں نے کہا کیا قرآن کے الفاظ ایسے ہیں کہ ظاہرا معنے کچھ اور ہوں معما و چیستاں کے طور پر ظاہر کے خلاف معنے اور ہوں اوس نے کہا اسمیں کیا شک ہے۔ قرآن کو ہر ایک شخص تھوڑا ہی سمجھ سکتا ہے اسی واسطے تو اوسکا بامعنے پڑھنا اور پڑھانا متروک ہوگیا بزرگوں نے اوسکو سمجھکر رنڈیوں کا ناچ جائز قرار دیا اور رائج کیا اور آپ ظاہری لفظوں کو پکڑ کر اون پر اعتراض کرتے ہیں اور یہ اسرار ہیں اور آپ اون کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ پھر میں نے کہا تو شاید شراب خوری اور رنڈی بازی بھی جائز ہو اوس نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگوں نے ایسا ہی کیا ہے۔ (باقی آئندہ)

موعظۃ الحسنہ

گذشتہ اشاعت سے آگے

سو یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں آیندہ کی زندگی محض ایمانی ہے۔ لیکن ایک متقی کو آیندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے نظر آتا ہے اون سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اوس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہائیت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جسکو ایک خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اوس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کیلئے یہہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو جس میں نشان نہیں اوس میں تقویٰ نہیں سنو ہم سب کی یہہ دعا چاہئے کہ یہہ شرط ہم میں پوری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام۔ خواب۔ مکاشفات کا فیضان ہو کیونکہ یہ مومن کا خاصہ ہے سو یہہ ہونا چاہیئے۔ بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورۂ فاتحہ میں جو قرآن کے شروع میں ہی ہے اللہ تعالیٰ مومن کو ہدائیت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین سل۔ یعنے ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا اون لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے یہ اس لئے سکھائی گئی ہے کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہہ ہے کہ یہہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے۔ بلکہ اوس کے تمام پردے کھل جاویں جیسے شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولائیت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہے تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشو و نماء پاتا ہے۔ اور بہت ترقی کرنا ہے ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں اوس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے تو چاہتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے۔ اُسپر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اوسے بتدریج اُن نعماء کا علم الیقین۔ عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے۔

علم کے تین مدارج ہیں علم الیقین۔ عین الیقین حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کر لینا علم الیقین ہے۔ لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے اون سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنے آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کر لینا کہ آگ موجود ہے پس کیسا وہ شخص بدقسمت ہے جس کو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل نہیں۔ اس آئت کے مطابق جسپر اللہ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا سل جو ہمارے راہ میں مجاہدہ کریگا۔ ہم اوس کو اپنی راہیں دکھلاویں گے یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھکر نماز میں بالحاح دعا کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی اون لوگوں میں سے ہو جاوے جو ترقی اور بصیرت حاصل کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اوٹھایا جاوے۔ چنانچہ فرمایا من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمی۔ الآیۃ سل کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اُس جہان میں بھی اندھا ہے جس کی منشا یہہ ہے کہ اُس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہمکو آنکھیں لیجانی ہیں۔ آئیندہ جہان کو محسوس کرنے کیلئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہو گی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے اندھا سے مراد وہ ہے جو روحانی معارف اور روحانی لذات سے خالی ہے۔ ایک شخص کورانہ تقلید سے کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہو گیا مسلمان کہلاتا ہے دوسری طرف اسیطرح ایک عیسائی عیسائیوں کے ہاں پیدا ہو کر عیسائی ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے شخص کو خدا رسول اور قرآن کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ اسکی دین سے محبت بھی قابل اعتراض ہے خدا اور رسول کی ہتک کرنیوالوں میں سے اُس کا گذر ہوتا ہے اُسکی وجہ صرف یہہ ہے کہ ایسے شخص کی روحانی آنکھ نہیں اُسمیں محبت دین نہیں۔ والاّ محبت والا اپنے محبوب کے برخلاف کیا کچھ پسند کرتا ہے۔ غرض اللہ تعالیٰ نے سکھلایا ہے کہ میں تو دینے کو طیار ہوں اگر تو لینے کو طیار ہے۔ پس یہہ دعا کرنا ہی اُس ہدائیت کو لینے کی طیاری ہے اس دعا کے بعد سورہ بقرہ کے شروع میں ہی جو ھدی للمتقین کہا گیا تو گویا خدا تعالیٰ نے دینے کی طیاری کی۔ یعنے یہہ کتاب متقی کو کمال تک پہنچانے کا وعدہ کرتی ہے۔ سو اس کے معنے یہہ ہیں کہ یہ کتاب اون کے لئے نافع ہے جو پرہیز کرنے اور نصیحت سننے کو طیار ہو۔ اس درجہ کا متقی وہ ہے جو مخلا بالطبع ہو کر حق کی بات سننے کو طیار ہو جیسے جب کوئی مسلمان ہوتا ہے تو وہ متقی بنتا ہے۔ جب کسی غیر مذہب کے اچھے دن آئے تو اوس میں اتقا پیدا ہوا۔ عُجب۔ غرور۔ پندار دور ہوا۔ یہ تمام بدکیں تھیں جو دور ہو گئیں۔ ان کے دور ہونے سے تاریک گھر کی کھڑکی کھل گئی اور شعاعیں اندر داخل ہو گئیں۔ یہہ جو فرمایا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت ہے۔ یعنے ھدی للمتقین۔ تو اتقا جو افتعال کے باب سے ہے اور یہ باب تکلف کے لئے آیا کرتا ہے۔ یعنے اسمیں اشارہ ہے کہ جسقدر یہاں ہم تقویٰ چاہتے ہیں وہ تکلف سے خالی نہیں۔ جس کی حفاظت کیلئے اس کتاب میں ہدایات ہیں۔ گویا متقی کو نیکی کرنے میں تکلیف سے کام لینا پڑتا ہے۔ جب یہ درجہ گذر جاتا ہے تو سالک عبد صالح ہو جاتا ہے گویا تکلیف کا رنگ دور ہوا۔ اور صالح نے طبعاً و فطرتاً نیکی شروع کی وہ ایک قسم کے دار الامان میں ہے جسکو کوئی خطرہ نہیں اب کل جنگ اپنے نفسانی جذبات کے برخلاف ختم ہو چکے اور وہ امن میں آگیا۔ اور ہر ایک قسم کے خطرات سے پاک ہو گیا۔ اسی امر کی طرف ہمارے ہادی کامل نے اشارہ کیا ہے۔ فرمایا کہ ہر ایک کے ساتھ شیطان ہوتا ہے لیکن میرا شیطان مسلم ہو گیا ہے۔ سو متقی کو ہمیشہ شیطان کے مقابل جنگ ہے لیکن جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو کل جنگیں بھی ختم ہو جاتی ہیں مثلاً ایک ریا ہی ہے جس سے اوسے آٹھوں پہر جنگ ہے متقی ایک ایسے میدان میں ہے جہاں ہر وقت لڑائی ہے۔ اللہ کے فضل کا ہاتھ اُسکے ساتھ ہو۔ تو اُسے فتح ہو۔ جیسے ریا جسکی چال ایک چیونٹی کی طرح ہے۔ بعض وقت انسان بے سمجھے لیکن موقعہ پر ریا کو دل میں پیدا ہونیکا موقعہ دیدیتا ہے مثلاً ایک کا چاقو گم ہو جاوے۔ اور وہ دوسرے سے دریافت کرے تو اس موقعہ پر ایک متقی کا جنگ شیطان سے شروع ہو جاتا ہے جو اوسے سکھاتا ہے کہ مالک چاقو کا اسطرح دریافت کرنا ایک قسم کی بیعزتی ہے جس سے اوس کے افروختہ ہونیکا احتمال ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ آپسمیں لڑائی بھی ہو جاوے اسموقعہ پر ایک متقی کو اپنے نفس کی بدخواہش سے جنگ ہے اگر اس شخص میں محض للہ دیانت موجود ہو۔ تو غصہ کرنے کی اسمیں ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ دیانت جسقدر مخفی رکھی جاوے اوسی قدر بہتر ہو۔ مثلاً ایک جوہری کو راستہ میں چند چور مل جاویں اور چور آپسمیں اُسکے متعلق مشورہ کریں۔ بعض اوسے دولتمند بتلاویں اور بعض کہیں کہ وہ کنگال ہے۔ اب مقابلتہ یہ جوہری اونہیں کو پسند کریگا جو اُسے کنگال ظاہر کرینگے۔ اسیطرح یہہ دنیا کیا ہے۔ ایک قسم کی دارالابتلا ہے۔ وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریا سے بچے وہ لوگ جن کے اعمال الٰہی ہوتے ہیں۔ وہ کسی پر اپنے اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔ میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے۔ کہ مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا۔ کہ اُسکو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے کوئی اوس کی مدد کرے ایک نے صالح سمجھکر اُسکو ایک ہزار روپیہ دیا اُنہوں نے روپیہ لیکر اُسکی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔ اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا۔ کہ جب یہاں ہی تعریف ہو گئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا۔ اور کہا کہ وہ روپیہ اُس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا۔ جسپر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے اصل میں یہہ روپیہ دینا نہیں چاہتا جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا تو وہ شخص ہزار روپیہ

دربار شاہ

۲۵ - مئی - ۱۹۰۳ء

تزکیہ نفس ایک استفسار کے جواب میں کہ آجکل کے پیر اور گدی نشین وظائف وغیرہ مختلف قسم کے اوراد بتاتے ہیں آپ کا کیا ارشاد ہے فرمایا کہ مومن جو بات سچے یقین سے کہے وہ ضرور موثر ہوتی ہے کیونکہ مومن کا مطہر قلب اسرار الٰہی کا خزینہ ہے جو کچھ اس پاک لوح انسانی پر منقش ہوتا ہے وہ آئینہ خدا نما ہے مگر انسان جب ضعف بشریت سے سہو ًگناہ کر بیٹھتا ہے اور پھر ذرا بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا تو دل پر سیاہ زنگ بیٹھ جاتا اور رفتہ رفتہ قلب انسانی کہ خشیت الٰہی سے گداز اور شفاف تھا سخت اور سیاہ ہوتا جاتا ہے۔ مگر جونہی انسان اپنی مرض قلب کو معلوم کرکے اس کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور شب و روز نماز میں دعائیں استغفار و زاری و قلق جاری رکھتا ہے اور اُسکی دُعائیں انتہا کو پہنچتی ہیں تو تجلیات الٰہی اپنے فضل کے پانی سے اس ناپاکی کو دھو ڈالتی ہیں اور انسان بشرطیکہ ثابت قدم رہے ایک قلب لیکر نئی زندگی کا جامہ پہن لیتا ہے گویا کہ اوس کا تولد ثانی ہوتا ہے۔ دو زبردست لشکر ہیں جن کے درمیان انسان چلتا ہے ایک لشکر رحمٰن کا دوسرا شیطان کا اگر یہہ لشکر رحمٰن کی طرف جھک جاوے اور اس سے مدد طلب کرے تو اس سے بحکم الٰہی مدد دی جاتی ہے۔ اور اگر شیطان کیطرف رجوع کیا تو گنہگار ہوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے پس انسان کو چاہیئے کہ گناہ کی زہریلی ہوا سے بچنے کیلئے رحمٰن کی حفاظت میں ہو جاوے وہ چیز جو انسان اور رحمٰن میں دوری اور تفرقہ ڈالتی ہے وہ فقط گناہ ہی ہے جو اس سے بچگیا اُس نے اللہ تعالیٰ کی گود میں پناہ لی۔ دراصل گناہ سے بچنے کے لئے دو ہی طریق ہیں اول یہ کہ انسان خود کوشش کرے دوسرے اللہ تعالیٰ اسے جو زبردست مالک و قادر ہے استقامت طلب کرے یہانتک کہ اسے پاک زندگی میسر آوے اور یہی تزکیہ نفس کہلاتا ہے اور بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات و اکرامات ہوتے ہیں وہ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ہوتے ہیں۔ پیروں فقیروں صوفیوں گدی نشینوں کے خود تراشیدہ درود وظائف طریق و رسومات سب فضول بدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں۔ اگر یہ لوگ کل معاملات دنیوی و دینی کو ان خود ساختہ بدعات سے ہی درست کر سکتے ہیں تو یہ ذرہ ذرہ سی بات پر کیوں تکرار کرتے لڑتے جھگڑتے حتی کہ سرکاری عدالتوں میں جائز و ناجائز حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہہ سب باتیں دراصل وقت کا ضایع کرنا اور خداداد دماغی استعدادوں کا تباہ کرنا ہے۔ انسان اس لئے نہیں بنایا گیا کہ لمبی تسبیح لے کر صبح و شام تمام لوازمات و حقوق کو تلف کرکے بیتوجہگی سے سبحان اللہ میں لگا رہے اپنا اوقات گرامی بھی تباہ کرے اور خود اپنے قویٰ کو تباہ کرے اور اوروں کے تباہ کرنے کے لئے شب و روز کوشاں رہے اللہ تعالیٰ ایسی معصیت سے بچاوے الغرض یہہ سب باتیں سنت نبوی صلعم کو چھوڑنے سے پیدا ہوئیں یہہ حالت ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ اندر سے تو پیپ سے بھرا ہوا ہے اور باہر سے شیشے کی طرح چمکتا ہے زبان سے تو ورد و وظایف کرتے ہیں اور اندر وہ نے بدکاری و گناہ سے سیاہ ہوئے ہوئے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ سب کچھ خدا سے طلب کرے جب وہ کسی کو کچھ دیدیتا ہے تو اسکی بلند شان کے خلاف ہے کہ واپس لے تزکیہ وہی ہے جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دنیا میں سکھایا گیا پیدا کیا گیا یہہ لوگ اس سے بہت دور ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ میں سارے دن میں چار دفعہ دم لیتا ہوں۔ بعض فقط ایک یا دو دفعہ اس سے لوگ اونکو ولی سمجھہ بیٹھتے ہیں اور ایسے واہیات دم کشی کو باعث فخر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ فخر کے قابل یہہ بات ہے کہ انسان مرضیات الٰہی پر چلکر اپنے پیغمبر نبی کریم سے صلح و آشتی پیدا کرے جس سے کہ وہ انبیاء کا وارث کہلائے اور صلحا و ابدال میں داخل ہو۔ اسی توحید کو پکڑے اور اس پر ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ و عظمت اس کے دل پر بٹھا دیگا وظیفوں کے ہم قائل نہیں یہ سب منتر جنتر ہیں جو ہمارے ملک کے جوگی ہندو سنیاسی کرتے ہیں جو شیطان کی غلامی میں پڑے ہوئے ہیں البتہ دعا ضرور کرنی چاہیئے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے جناب الٰہی میں گداز ہوا ہو ایسا کہ وہ قادر الحی القیوم دیکھ رہا ہے۔ جب یہ حالت ہو گی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا جس طرح انسان آگ یا اور ہلاک کرنیوالی اشیا سے ڈرتا ہے ویسے ہی اُسکو گناہ کی سوزش سے ڈرنا چاہیئے گناہگار زندگی انسان کے لئے دُنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر غضب الٰہی کی سموم چلتی اور اُس کو ہلاک کر دیتی جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے اُسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ دیکھو شیعہ لوگ کیسے راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حسین حسینؑ کرتے۔ مگر کلام الٰہی کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ حسین کو بھی بلکہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی سخت ضرورت تھی جیسے ہم کو۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کا فعل اوس پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپ سے بڑھ کر نمونہ بن سکتا ہے

مختلف واقعات

ہندوستان کا ویسرائے

ہمعصر ہندوستانی ناقل ہے۔ یہاں کے اخبارات میں آجکل یہہ بحث چھڑی ہوئی ہے کہ لارڈ کرزن کے بعد کون صاحب ہندوستان کے ویسرائے ہونگے۔ ویسرائے صاحب بہادر کے مقاصد کی نسبت جسقدر آزادی کے ساتھ بحث کی جاتی ہے اوس کو پڑھ کر آپ نہائیت خوش ہونگے۔ اخبار "ارننگ نیوز" نے چارشنبہ کے پرچہ میں یہانتک رائے زنی کی ہے کہ لارڈ کرزن صاحب کی میعاد گورنر جنرلی میں دو سال اور توسیع ہونے والی ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے کہ قبل توسیع ملازمت شروع ہونے کے لارڈ کرزن بہادر کو تین ماہ کی رخصت دی جائیگی۔ اور اس درمیان میں انکا قصد ہے کہ ولایت تشریف لاویں"۔ اگر ایسا ہونے والا ہے تو یہ مسٹر بالفور کو لازم ہے کہ اس مسودہ کے پیش ہونے کا اعلان کریں جس کے ذریعہ سے ویسرائے صاحب کو قانوناً ولائیت آنے کی اجازت ملنی ضروری ہے۔ ورنہ استعفا معمولی بات ہو گی اور ایسی حالت میں آپ پھر اپنے کار منصبی پر واپس آنا چاہینگے تو بعد رخصت ختم ہونے کے آپ کا تقرر از سر نو عمل میں آئے گا۔ لیکن ایسا ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اصلیت یہ ہے کہ کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کیا کارروائی ہونیوالی ہے قرینہ غالب یہ ہے کہ اس باب میں اسوقت تک کچھ تصفیہ نہیں ہوا ہے یہ صرف اخبار والوں کی گپ بازی ہے حال میں ایک اخبار نے اپنے قایم مقایم کو انڈیا آفس میں غرض بھیجا تھا کہ وہ وہاں دریافت کرے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کی توسیع ملازمت کے متعلق جو خبریں شایع ہو رہی ہیں اون کی اصلیت کیا ہے۔ انڈیا آفس نے نہ تو اس خبر کی تردید ہی کی اور نہ اوس کی صحت کا اقبال کیا لیکن اُس کو یہ واقع یاد دلایا گیا کہ جب کسی ویسرائے کی میعاد تقرری ختم ہونے کو ہوتی ہے تو ایسی خبریں ضرور شائع ہوا کرتی ہیں قایم مقام مذکور سے یہ بھی بیان کیا گیا۔ کہ اس قسم کی غیر معتبر خبریں مختلف مقامات میں عرصہ سے شایع ہو رہی ہیں۔ دوسرا فرقہ گپ بازوں کا وہ ہے جسکو یہ توقع نہیں ہے کہ لارڈ کرزن صاحب بہادر کو معمولی مدت سے زیادہ توسیع عنائیت ہوگی۔ ارل منٹو موجودہ گورنر جنرل کناڈا کو ہندوستان بھیجا جاتا ہے یہ تقرری ٹھیک نہ ہوگی کیونکہ لارڈ منٹو میں وہ مادہ صفات نہیں ہیں جنہوں نے آج لارڈ کرزن صاحب کو ممتاز بنایا ہے۔ خیر فی الحال اس امر کی ضرورت نہیں ہے کہ یکبیک دیکھا جاوے کہ لارڈ منٹو صاحب اس عہدہ کے قابل ہیں یا نہیں کیونکہ جبتک خبر بھی شایع نہ ہوں کہ جسوقت لارڈ کرزن صاحب کی مدت تقرر ختم ہوگی اسوقت لارڈ منٹو صاحب کی مدت ملازمت ختم ہو گی۔

اُس کے پاس لایا۔ اور کہا کہ آپنے سر عام میری تعریف کرکے مجھے محروم ثواب آخرت کیا نہ دس لئے میں نے یہہ بہانہ کیا۔ اب یہہ روپیہ آپکا ہے۔ لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا۔ کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے۔ اور یہہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ اُس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے۔ جیسا ایک بد معاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے۔ اسی طرح ایک متقی چھپکر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اُس کو دیکھ لے۔ سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔ تقویٰ کے مراتب بہت ہیں۔ لیکن بہرحال تقویٰ کیلئے تکلیف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اُس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر ادپر ریا کا ذکر کیا۔

جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے

بسا اوقات ریا اور حلم کا جنگ ہو جاتا ہے۔ کبھی انسان کا غصہ کتاب اللہ کے برخلاف ہوتا ہے۔ گالی سنکر اوسکا نفس جوش مارتا ہے۔ تقویٰ تو اُس کو سکھلاتا ہے۔ کہ وہ غصہ ہونیسے باز رہے جیسے قرآن کہتا ہے واذا مروا باللغو مروا کراما س۱۹ ایسا ہی بیصبری کے ساتھ اُسے اکثر جنگ کرنا پڑتا ہے۔ بیصبری سے مراد یہہ ہے کہ اسکو راہ تقویٰ میں اسقدر دقتوں کا مقابلہ ہے کہ مشکل سے وہ منزل مقصود پر پہنچتا ہے اس لئے بیصبر ہو جاتا ہے مثلاً ایک کوأں پچاس ہاتھ تک کھودتا ہے۔ اگر دو چار ہاتھ کے بعد کھودنا چھوڑ دیا جاوے۔ تو محض یہہ ایک بدظنی ہے۔ اب تقویٰ کی شرط یہہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے احکام دئے۔ اُس کو اخیر تک پہنچائے اور بیصبر نہ ہو جاوے راہ سلوک میں مبارک قدم دو گروہ ہیں ایک وہ بیعت والے جو موٹی موٹی باتوں پر قدم مارتے ہیں۔ مثلاً احکام شرع کے پابند ہو گئے اور نجات پا گئے۔ دوسرے وہ جنہوں نے آگے قدم مارا۔ ہرگز نہ تھکے اور چلتے گئے۔ حتیٰ کہ منزل مقصود تک پہنچ گئے۔ لیکن نامراد۔ وہ فرقہ ہے کہ دین العجائز سے تو قدم آگے رکھا۔ لیکن منزل سلوک کو طے نہ کیا۔ وہ مذبذب ہو جاتے ہیں جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو نمازیں بھی پڑھتے رہے۔ چلہ کشیاں بھی کیں۔ لیکن فائدہ کچھ نہ ہوا۔ جیسے ایک شخص منصور مسیح نے بیان کیا۔ کہ اوس کی عیسائیت کا باعث یہی تھا۔ کہ وہ مرشدوں کے پاس گیا چلہ کشی کرتا رہا لیکن کچھہ فائدہ نہ ہوا بدظن ہو کر عیسائی ہو گیا۔ سو جو لوگ بیصبری کرتے ہیں۔ وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ سو متقی کو بیصبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے۔ کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود مخذول ہے۔ ایک دفعہ ایک مرید نے یہہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا۔ اب تنگ کریں

اسنے مدت کیا فائدہ ہوگا۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اُس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی۔ غنیمت ہے کہ مجھکو ملعون تو کہا جاتا ہے ابھی یہ باتیں مرید سے ہو ہی رہی تھیں۔ کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے۔ سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔ یہہ جو فرمایا کہ والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبلنا س۲۱۔ یعنے ہمارے راہ کے مجاہد راستہ پاویں گے اس کے معنے یہہ ہیں کہ اس راہ میں پیمبر کے ساتھ ملکر جدوجہد کرنا ہوگا۔ ایک دو گھنٹہ کے بعد بھاگ جانا مجاہد کا کام نہیں۔ بلکہ جان دینے کے لئے طیار رہنا اسکا کام ہے۔ سو متقی کی نشانی استقامت ہے۔ جیسے کہ فرمایا ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ یعنے جنہوں نے کہا کہ رب ہمارا اللہ ہے۔ اور استقامت دکھائی اور ہر طرف سے مُنہ پھیر کر اللہ کو ڈھونڈا۔ مطلب یہہ کہ کامیابی استقامت پر موقوف ہے۔ اور وہ اللہ کو پہچاننا اور کسی ابتلا اور زلازل اور امتحان سے نہ ڈرنا ہے۔

ضرور اس کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مورد مخاطبہ و مکالمہ الٰہی۔ انبیاء کی طرح ہوگا۔ بہت سے لوگ یہاں آتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر عرش پر پہنچایئے۔ اور واصلین سے ہو جاویں۔ ایسے لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کے حالات کو دیکھیں۔ یہہ غلطی ہے جو کہا جاتا ہے کہ کسی ولی کے پاس جاکر صدہا ولی فی الفور بن گئے اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے۔ کہ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ س۲ جب تک انسان آزمایا نہ جاوے۔ فتن میں نہ ڈالا جاوے وہ کب ولی بن سکتا ہے۔ ایک مجلس میں بایزید وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا۔ جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔ اوس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندان کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔ کیونکہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے تھے۔ وتلک الایام نداولھا بین الناس۔ س۴۔ سو اُس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے۔ کہاں سے ایسا صاحب خوارق آگیا۔ لوگ اس طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے بایزید پر ظاہر کیں۔ انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہہ بیان شروع کیا۔ کہ ایک جگہ مجلس میں رات کیوقت ایک لمپ بھی جل رہا تھا۔ تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔ میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔ اس کا باعث کیا ہے۔ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں۔ تو نے کہاں وہ جھیلی

ہیں۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا۔ زمین میں مخفی رہا۔ خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا۔ بڑھنے نہ پایا۔ کہ کاٹا گیا پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا کولہو دن میں پیسا گیا پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔ کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا۔ یہہ ایک مثال ہے۔ کہ اہل اللہ مصائب شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔ لوگوں کا یہہ خیال خام ہے۔ کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جاکر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم میں صدیقین میں داخل ہو گیا۔ قرآن کو دیکھو کہ خدا کسطرح تیرا راضی ہو جبتک نبیوں کی طرح تیرے مصائب وزلازل نہ آویں جنہوں نے بعض وقت تنگ آکر یہہ بھی کہدیا۔ حتیٰ یقول الرسول والذین آمنوا معہ متیٰ نصر اللہ قریب س۲۔ تم اللہ کے بندے ہمیشہ بلاؤں میں ڈالے گئے پھر خدا نے انکو قبول کیا۔

صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک دوسرا جذب۔ سلوک وہ ہے۔ جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کا راہ اختیار کرتے ہیں جیسے فرمایا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ س۳۔ یعنے اگر تم اللہ کے پیارے بننے چاہتے ہو تو رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرو۔ وہ ہادی کامل وہی رسول ہیں جنہوں نے وہ مصائب اوٹھائے۔ کہ دنیا اپنے اندر نظیر نہیں رکھتی ایک دن بھی آرام نہ پایا۔ اب پیروی کرنے والے بھی حقیقی طور سے وہی ہونگے۔ جو اپنے متبوع کے ہر قول و فعل کی پیروی پورے جدوجہد سے کریں۔ متبع وہی ہے۔ جو سب طرح پیروی کریگا سہل انگار اور سخت گذار کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے غضب میں آوے گا۔ یہاں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم کی پیروی کا حکم دیا۔ تو سالک کا کام یہہ ہوگا کہ اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تاریخ دیکھے۔ اور پھر پیروی کرے اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں۔ ان سب کو اوٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہوتا ہے۔

اہل جذبہ کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ اونہیں سلوک پر ہی نہیں رکھتا۔ بلکہ خود اون کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ کل انبیاء مجذوب ہی تھے۔ جسوقت انسانی روح کو مصائب کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اُن سے فرسودہ کار اور تجربہ کار ہو کر روح چمک اوٹھتی ہے۔ جیسے لوہا۔ یا شیشہ اگرچہ چمک کا مادہ اپنے اندر رکھتا ہے۔ لیکن صیقلوں کے بعد ہی مجلا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اوسمیں مُنہ دیکھنے والے کا نظر آجاتا ہے۔ مجاہدات بھی صیقل کا کام کرتے ہیں۔ دل کا صیقل یہانتک ہونا چاہئے کہ اوس میں سے بھی مُنہ نظر آجاوے۔ مُنہ کا نظر آنا کیا ہے تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق ہونا سالک کا دل آئینہ ہے۔ (باقی آئندہ)

اسلام اور خداشناسی

اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کی ساری تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جسکی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اُس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۃ کریمہ الست بربکم قالوا بلیٰ کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اُس کا حکم بردار ہے۔ اسکی طرف جھکنے کیلئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اسکی طرف جھکنے کے لئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اُسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان من شیء الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز اسکی پاکی اور اسکے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کر لیگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ ماسبات کا جواب دیں کہ اُس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اُس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہر یک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہر یک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے لہٰذا یہ سچا فلسفہ اُن سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اُس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہر یک چیز اپنی روح سے اسکو سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اسکی بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اُس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگدلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے۔ اور انہیں وجوہ سے اُن کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بے جا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دریاؤں کو کہیں نہیں روکا آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور ذرات اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جسکا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر اُن پر حکمراں ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی۔ مگر چونکہ صرف دعوے ہی دعوے تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اُسکی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جبتک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کیلئے کوئی سبیل اُس کو یاد نہ آوے۔

نشانات الٰہی سے کون مستفیض ہوتے ہیں

یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے۔ کہ وہ ایک خاص ایسے طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اُس کے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اُس کی حکمتوں اور مصالح کی تہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے۔ اور حق شناسی سے عاجز اور سوء ظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شقاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں وہ نافہموں کے دلوں پر حبس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب اون کو دور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور ان کو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے یہ غرض ہوتی ہے کہ تا خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روکدیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق اور ثبات میں ترقی دین اور اونکی زیرکی اور حقائق شناسی دُنیا پر ظاہر کریں اور اون کو اس کسرشان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت پر متصور ہے کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان اُن کی جماعت میں شامل ہو جائے اور اون کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اس کی جماعت کے آب زلال کے ساتھ کوئی پلید مادہ نہ ملجائے اس لئے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں لے سکتے اور صرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں اور اپنے ایمان کو اس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اُس کو مشاہدہ کر لیتے مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھانے پر قادر تھا اور اسباب پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کیطرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع کی فطرت اسکو دیکھکر سجدہ کرے۔ مگر اوس دُنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدار نجات پانیکا ایمان بالغیب پر ہے۔ وہ نشان حامی ایمان نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھولکر ایمانی انتظام کو کلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانیکا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہو سکتا اور جب ایک ایسا کھلا کھلا نشان دیکھکر تمام نالائق اور پست فطرت اور سفلی خیال کے آدمی اور بدچلن انسان ایک جا ہو کر کے جماعت میں داخل ہو جاتے تو اون کا داخل ہونا پاک جماعت کیلئے ننگ اور عار ہو جاتا اور نیز خلق اللہ کا یکدفعہ رجوع کرنا اور کئی قسم کے فتنے پیدا کرنا انسانی گورنمنٹوں میں بھی ایک تھلکا مچاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نے ابتداء سے نہیں چاہا کہ نشان ایسا بدیہی ہو کہ سب کو ... اسکی پیشگوئیاں ... اور سب پوری ہوتی ہیں اور ہونگی مگر ایسے طور سے جو قدیم سے سنت اللہ ہے۔

(تجلیات الٰہیہ ... روحانی خزائن جلد ۲۰ ...)

نیوگ اور طلاق

ہمارے معزز ناظرین اخبار سے یہہ امر پوشیدہ نہیں کہ آج کل لاہور کے آرین کس زور شور سے مسئلہ نیوگ اور طلاق پر بحث کر رہے ہیں اور مُسلمانوں کو مقابلہ کے لئے بلا رہے ہیں۔ اگرچہ بارہا لکھا جا چکا ہے مگر تاہم ہم بمصداق خیر الکلام ماقلّ و دلّ و کلام الامام امام الکلام حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تحریر دلپذیر بطور فیصلہ کلیہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ راستی کے طلبگار معرفت وانکشاف تک پہنچیں وھو ھذا۔ ایڈیٹر

آریہ لوگ جب اُس اعتراض کے وقت جو نیوگ پر وارد ہوتا ہے بالکل لاجواب اور عاجز ہو جاتے ہیں تو پھر انصاف اور خدا ترسی کی قوت سے کام نہیں لیتے بلکہ اسلام کے مقابل پر نہائت مکروہ اور بیجا افتراؤں پر آجاتے ہیں چنانچہ بعض تو مسئلہ طلاق کو ہی پیش کرتے ہیں حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قدرتی طور پر ایسی آفات ہر یک قوم کیلئے ہمیشہ ممکن الظہور ہیں جن سے بچنا بجز طلاق کے متصور نہیں مثلاً اگر کوئی عورت زانیہ ہو تو کس طرح اس کی خاوند کی غیرت اُس کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ عورت اسکی بیوی کہلا کر پھر دن رات زناکاری کی حالت میں مشغول رہے ایسا ہی اگر کسی کی جورو اسقدر دشمنی میں ترقی کرے کہ اوس کی جان کی دشمن ہو جاوے اور اُس کے مارنے کے فکر میں لگی رہے تو کیا وہ ایسی عورت سے امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتا ہے بلکہ ایک غیرتمند انسان جب اپنی عورت میں اس قدر خرابی بھی دیکھے کہ اجنبی شہوت پرست اُسکو پکڑتے ہیں اور اوسکا بوسہ لیتے ہیں اور اس سے ہم بغل ہوتے ہیں اور وہ خوشی سے یہہ سب کام کراتی ہے تو گو تحقیق کے رو سے ابھی زنا تک نوبت نہ پہنچی ہو بلکہ وہ فاسقہ موقع کے انتظار میں ہو تاہم کوئی غیرت مند ایسے ناپاک خیال عورت سے نکاح کا تعلق رکھنا نہیں چاہتا اگر آریہ کہیں کہ کیا حرج ہے کچھ مضائقہ نہیں تو ہم اون سے بحث کرنا نہیں چاہتے ہمارے مخاطب صرف وہ شریف ہیں جن کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے غیرت اور حیا کا مادہ رکھا ہے اور وہ اس بات کو سمجھتے ہیں کہ عورت کا جوڑا اپنے خاوند سے پاکدامنی اور فرمانبرداری اور باہم رضامندی پر موقوف ہے اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک بات بھی فرق آجاوے تو پھر یہہ جوڑ قائم رہنا محالات میں سے ہو جاتا ہے انسان کی بیوی اس کے اعضاء کی طرح ہیں۔ پس اگر کوئی عضو سڑ گل جائے یا ہڈی ایسی ٹوٹ جائے کہ قابل پیوند نہ ہو تو پھر بجز کاٹنے کے اور کیا علاج ہے اپنے عضو کو اپنے ہاتھ سے کاٹنا کوئی نہیں چاہتا کوئی بڑی مصیبت پڑتی ہے تب کاٹا جاتا ہے۔ پس جس حکیم مطلق نے انسان کے مصالح کیلئے نکاح تجویز کیا ہے اور چاہا ہے کہ مرد اور عورت ایک ہو جائیں اوسی نے مفاسد ظاہر ہونے کیوقت اجازت دی ہے کہ اگر آرام اوسمیں متصور ہو کہ کرم خوردہ دانت یا سڑے ہوئے عضو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کی طرح موذی کو علیحدہ کر دیا جائے تو اس طرح کاربند ہو کر اپنے تئیں فوق الطاقت آفت سے بچالیں۔ کیونکہ جس جوڑ سے وہ فواید مترتب نہیں ہو سکتے کہ جو اس جوڑ کی علت غائی ہیں۔ بلکہ ان کی ضد پیدا ہوتی ہے تو وہ جوڑ درحقیقت جوڑ نہیں ہے۔

اور بعض آریہ عذر معقول سے عاجز آکر یہہ جواب دیا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں حلالہ کی رسم نیوگ سے مشابہ ہے یعنے جو مسلمان اپنی جورو کو طلاق دے وہ اپنی جورو کو اپنے پر حلال کرنے کے لئے دوسرے سے ایک رات ہم بستر کراتا ہے تب آپ اُس کو اپنے نکاح میں لے آتا ہے۔ سو ہم اس افترا کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دے سکتے ہیں ناظرین پر واضح رہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں حلالہ کی رسم تھی لیکر اسلام نے اس ناپاک رسم کو قطعاً حرام کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں پر لعنت بھیجی ہے جو حلالہ کے پابند ہوں۔ چنانچہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حلالہ زنا میں داخل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ حلالہ کرنے کرانیوالے سنگسار کیے جاویں۔ اگر کوئی مطلقہ سے نکاح کرے تو نکاح تب درست ہوگا کہ جب واقعی طور پر اوسکو اپنی جورو بنالے اور اگر دل میں یہہ خیال ہو کہ وہ اس حیلہ کیلئے اُسکو جورو بناتا ہے کہ تا اوس کی طلاق کے بعد دوسرے پر حلال ہو جائے تو ایسا نکاح ہرگز درست نہیں اور ایسا نکاح کرنیوالا اوس عورت سے زنا کرتا ہے اور جو ایسے فعل کی ترغیب دے وہ اس سے زنا کرواتا ہے۔ غرض حلالہ علماء اسلام کے اتفاق سے حرام ہے۔ اور ائمہ اور علماء سلف جیسے حضرت قتادہ۔ عطا اور امام حسن اور ابراہیم نخعی اور حسن بصری اور مجاہد اور شعبی۔ اور سعید بن مسیب اور امام مالک۔ لیث۔ ثوری۔ امام احمد بن حنبل وغیرہ صحابہ اور تابعیں اور تبع تابعیں اور سب محققین علماء اسکی حرمت کے قائل ہیں اور شریعت اسلام اور نیز لغت عرب میں بھی زوج اسکو کہتے ہیں کہ کسی عورت کو فی الحقیقت اپنی جورو بنانے کیلئے تمام حقوق کو مدنظر رکھکر اپنے نکاح میں لاوے اور نکاح کا معاہدہ حقیقی اور واقعی ہو نہ کہ کسی دوسرے کیلئے ایک حیلہ ہو اور قرآن شریف میں جو آیا ہے حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ اس کے یہی معنے ہیں۔ کہ جیسی دنیا میں نیک نیتی کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جبتک ایک مطلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہ ہو اور وہ پھر اپنی مرضی سے اُس کو طلاق نہ دے تب تک پہلے طلاق دینے والے سے دوبارہ اوس کا نکاح نہیں ہو سکتا سو آئت کا یہہ منشاء نہیں ہے کہ جورو کرنیوالا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بنا دے اور آپ نکاح کرنے کیلئے سچی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اوس صورت میں ہوگا کہ اپنے پختہ اور مستقل اراوے سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھہ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کریگا تو عندالشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ لہذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ کی تہمت لگانا چاہتا ہے اُسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کا یہہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اوس کا زانی کی طرح مستوجب سزا ہے۔

اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں مُتعہ یعنی نکاح موقت جائز رکھا گیا ہے جس میں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دیجاتی ہے لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہیئے تھی کہ نیوگ کے مقابل پر متعہ کا ذکر کریں۔ اوّل تو متعہ صرف اُس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اسکے متعہ اوائل اسلام میں یعنی اوسوقت میں جبکہ مُسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کیلئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیساکہ تین دن کے بھوکے کیلئے مردار کھانا نہایت بیقراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہو گیا جیسے سؤر کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کیلئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قایم کیے گئے ہیں اور متعہ کے مسایل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسایل کیطرح متعہ کے مسایل بھی بسط وتفصیل سے لکھے جاتے لیکن کسی محقق پر پوشیدہ نہیں کہ نہ تو قرآن میں اور نہ احادیث میں متعہ کے مسایل کا نام ونشان ہے لیکن نکاح کی مسایل بسط اور تفصیل سے .... بیان کیے جاتے ہیں مثلاً نیوگ جو ھندوؤں میں ایک امر واجب العمل ہے تو اون کی کتابوں میں اُس کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ مثلاً لکھا گیا ہے کہ نیوگ تین قسم پر ہے (۱) اول بیوہ عورتوں کا نیوگ کیونکہ بیوہ کو وید کے رو سے نکاح کی اجازت نہیں اور یہہ بھی وید کا مسئلہ ہے کہ نجات کیلئے اولاد کا حاصل کرنا ضروری ہے اس لیے بیوہ کو نیوگ کی اجازت دی گئی اِس طرح پر کہ

وہ اپنے دیو۔ یاکسی برہمن سے ہمبستر ہوکر اولاد حاصل کرے (۲) دوسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر کسی مرد کے گھر میں اولاد نہ ہو اور نہ اولاد ہونیکے آثار پائے جائیں تو اُسے چاہیئے کہ اپنی عورت کو اولاد حاصل کرنیکے لئے دوسرے سے ہمبستر کرادے اور اس طرح سے اولاد حاصل کرے (۳) تیسری قسم نیوگ کی یہہ ہے کہ اگر مثلاً مرد کہیں باہر نوکری پر گیا ہو اور اوسکو رخصت نہ مل سکے تو عورت کو روا ہے کہ دوسرے سے ہمبستر ہو کر اپنی شہوت کو فرو کرے اور ان تینوں قسموں کے متعلق احکام بھی ہیں مثلاً۔

ایک یہہ کہ عورت زندہ خاوند والی اولاد کے لئے دوسرے سے ہمبستر ہو اُسکو چاہیئے کہ اپنے خاوند کو بھی خدمت سے محروم نہ رکھے اور اوس کی خدمت کے لئے بھی جایا کرے۔

دوسرے وید مقدس کا یہہ حکم ہے کہ جو عورت کسی دوسرے سے ہمبستر ہو وہ اُس آشنا کے گھر جاکر اُس سے ہمبستر نہ ہو بلکہ چاہئے کہ اوس آشنا کو اپنے خاوند کے گھر میں بلاوے اور اُسی گھر میں اُس سے ہمبستر ہو۔

تیسرے یہہ بھی لکہا ہے کہ مرد نیوگ کرنیوالا اپنے بدن کو تیل مل لے یعنے عضو تناسل کو۔

چوتھے پنڈت دیانند نے وید کی رو سے یہہ بھی تاکید کی ہے کہ نیوگ میں تحت صحبت نہ ہو۔

پانچویں یہ قواعد بھی مقرر کردیئے گئے ہیں کہ اتنے عرصہ میں اتنی مرتبہ صحبت ہو اس سے کم نہ ہو نہ اس سے زیادہ ہو اور اتنے بچے لئے جائیں اس سے زیادہ نہ ہوں۔

چھٹے یہہ بھی حکم ہے کہ جو بچہ نیوگ سے پیدا ہوگا وہ اُسی مرد کا ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے کسی دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اُس مرد کا ہرگز نہیں ہوگا جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے۔

ساتویں یہہ بھی حکم ہے کہ وہ بیٹا جو بیرج داتا یعنے نیوگ کرنیوالے کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے وہ اُسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے۔ اور بیرج داتا یعنے جس کا نطفہ عورت کے اندر گیا ہے کچھ حق اُس لڑکے پر نہیں رکھیگا اور کوئی ادب اور لحاظ اوس کا حق کے طور پر نہیں ہوگا اور لڑکا اوس کے مال کا وارث نہیں ہوگا بلکہ اوسی مرد کا وارث ہوگا جس نے اپنی پاکدامن عورت کو اولاد کی خواہش سے دوسرے سے ہمبستر کرایا ہے اسی طرح اور بھی احکام نیوگ کے ہیں جو ہم لکھ چکے ہیں لیکن قرآن اور حدیث کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہوگا کہ اسلام میں متعہ کے احکام ہرگز مذکور نہیں نہ قرآن میں اور نہ احادیث میں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر متعہ شریعت اسلام کے احکام میں سے ایک حکم ہوتا تو اُس کے احکام بھی ضرور لکھے جاتے اور وراثت کے قواعد میں اس کا بھی کچھ ذکر ہوتا۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ متعہ اسلامی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر بعض حادیثوں پر اعتبار کیا جائے تو صرف اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ جب بعض صحابہ اپنے وطنوں اور اپنی جوروؤں سے دور تھے تو ایک دفعہ اونکی سخت ضرورت کیوجہ سے تین دن تک متعہ اُن کے لئے جائز رکھا گیا تھا اور پھر بعد اوس کے ایسا ہی حرام ہوگیا جیسا کہ اسلام میں خنزیر و شراب وغیرہ حرام ہے اور چونکہ اضطراری حکم جسکی ابدیت شارع کا مقصود نہیں شریعت میں داخل نہیں ہوتے اس لئے متعہ کے احکام قرآن اور احادیث میں درج نہیں ہوئے اصل حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے پہلے متعہ عرب میں نہ صرف جائز بلکہ عام رواج رکھتا تھا اور شریعت اسلامی نے آہستہ آہستہ عرب کے رسُوم کی تبدیلی کی ہے جسوقت بعض صحابہ متعہ کے لئے بیقرار ہوئے سو اوسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتظامی اور اجتہادی طور پر اُس رسم کے موافق بعض صحابہ کو اجازت دیدی کیونکہ قرآن میں ابھی اس رسم کے بارے میں کوئی ممانعت نہیں آئی تھی پھر ساتھ ہی چند روز کے بعد نکاح کی مفصل اور مبسوط ہدائیتیں قرآن میں نازل ہوئیں جو متعہ کے مخالف اور متضاد تھیں اس لئے ان آیات سے متعہ کی قطعی طور پر حرمت ثابت ہوگئی۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ گو متعہ صرف تین دن تک تھا مگر وحی اور الہام نے اُس کے جواز کا دروازہ نہیں کھولا بلکہ وہ پہلے سے ہی عرب میں عام طور پر رائج تھا اور صحابہ کو بیوطنی کی حالت میں اس کی ضرورت پڑی تو آنحضرتؐ نے دیکھا کہ متعہ ایک نکاح موقت ہے کوئی حرامکاری اس میں نہیں کوئی ایسی بات نہیں کہ جیسی خاوند والی عورت دوسرے سے ہمبستر ہو جاوے بلکہ درحقیقت بیوہ یا باکرہ سے ایک نکاح ہے جو ایک وقت تک مقرر کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے اس خیال سے کہ نفس متعہ میں کوئی بات خلاف نکاح نہیں اجتہادی طور پر پہلی رسم کے لحاظ سے اجازت دیدی لیکن خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تھا کہ جیسا کہ اور صدہا عرب کے بیہودہ رسمیں دُور کر دی گئیں ایسا ہی متعہ کی رسم کو بھی عرب میں سے اوٹھا دیا جاوے سو خدا نے قیامت تک متعہ کو حرام کردیا۔ ماسوا اس کے یہہ بھی سوچنا چاہیئے کہ نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت ہے۔ نیوگ پر تو ہمارا یہہ اعتراض ہے کہ اوسمیں خاوند والی عورت باوجود زندہ ہونے خاوند کے دوسرے سے ہمبستر کرائی جاتی ہے لیکن متعہ کی عورت تو کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں ہوتی بلکہ ایک باکرہ یا بیوہ ہوتی ہے جسکا ایک مقرری وقت تک ایک شخص سے نکاح پڑھا جاتا ہے سو خود سوچ لو کہ متعہ کو نیوگ سے کیا نسبت ہے اور نیوگ کو متعہ سے کیا مناسبت۔

پھر ماسوا اس کے ہم یہہ کہتے ہیں کہ درحقیقت یہ اسلام ہی میں خوبی ہے کہ اُس میں ایک موقت نکاح بھی حرام کردیا گیا ہے ورنہ دوسری قوموں پر نظر ڈال کر معلوم ہوتا ہے کہ اونہوں نے ادنی ادنی ضرورتوں کے لئے بھی زناکاری کو بھی جائز رکھا ہے بھلا ایک دانشمند نیوگ کے مسئلہ پر ہی غور کرے کہ صرف اولاد کی لالچ کے وجہ سے اپنی پاکدامن عورت کو نامحرم کے بستر پر لٹا دیا جاتا ہے حالانکہ نہ اوس عورت کو طلاق دی گئی نہ خاوند کے تعلقات اُس سے ٹوٹے ہیں بلکہ وہ خاوند کی سچی خیرخواہ بنکر اس کے لئے اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ایسا ہی **عیسائیوں** میں کوئی ایسی تعلیم نہیں جو ایک نوجوان عورت کو دوسرے نوجوان اجنبی مرد سے ہم بغل ہونے سے روکے اور مرد کو اس عورت کا بوسہ لینے سے منع کرے بلکہ یورپ میں یہ تمام مکروہ باتیں نہائیت بے تکلفی سے رائج ہیں اور پردہ پوشی کیلئے ان کاموں کے نام **پاک محبت** رکھا جاتا ہے سو یہ ناقص تعلیم کے بدنتائج ہیں۔ اسلام میں یہہ دستور تھا کہ اگر کوئی ایسے سفر میں جاتا جسمیں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لیجاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی تو وہ ایک دوسرا نکاح اُس ملک میں کرلیتا لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اسلیئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آپڑتے ہیں تو نکاح کی طرف اُن کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرامکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن لوگوں نے ایکٹ چھاونی ہائے نمبر ۱۳ ۱۸۶۸ء پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کیوجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں ناظرین جانتے ہیں کہ یہہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دوراندیش اور اپنے تمام کاموں میں بااحتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اوس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکما اور فلاسفر یورپ میں اُس کے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکونکی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا کرنے سے ناکام رہی ہے یوں تو اس گورنمنٹ نے اپنی تدابیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے علوم کو بھی خاک میں ملادیا مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کی درست کرنے اور ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہوسکی اس بات کے سمجھنے کیلئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳ ۱۸۶۸ء کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہوسکا اور نہ گورنمنٹ اس فطرتی قانون کو تبدیل کرسکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے آخر یہہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو کاش اگر اسکی جگہ پر متعہ بھی ہوتا تو لاکھوں بندگان خدا زنا سے تو بچ جاتے+

مسیح موعودؑ کا غیروں سے خطاب

اے مخالف الولو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کریگا یقیناً یاد رکھو اور کان کھولکر سنو کہ میری روح ہلاک ہونیوالی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پروا نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دیگا کبھی نہیں چھوڑیگا کیا وہ مجھے ضایع کر دیگا۔ کبھی نہیں ضایع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہونگے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دیگا۔ میں اُسکے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اُسکے عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دُنیا اور آخرت میں اُس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اُس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اُسکا بول بولا ہو کسی ابتلا سے اُس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دیگئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روزِ جنگ بینی پشتِ من
آن منم کاندر میانِ خاک و خون بینی سرے

اپنوں سے خطاب

پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو مجھ سے الگ ہو جائے مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کونسے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ درپیش ہیں جن کو میں نے طے کرنا ہے پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اوٹھاتے ہیں جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے نہ مصیبت سے نہ لوگوں کے سب وشتم سے نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے اور میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں۔ کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائینگے اور اون کا پچھلا حال اون کے پہلے سے بدتر ہوگا کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں کیا ہم خدا تعالیٰ کے راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے۔ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ مگر محض اوس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اون کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسیوقت جھکیں تو اُس جھکنے کی عنداللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے ؎

اکنوں ہزار عذر بیاری گناہ را
مرشوئے کردہ را نبود زیب دختری

عیسائیوں میں کثرت ازدواج

ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذیل میں مخدوم مکرم جناب مفتی محمد صادق صاحب کا عنایت کردہ مضمون درج کرتے ہیں جو اونکو فرقہ مارمن کے پریزیڈنٹ نے کھلی چٹھی کے نام سے اشاعت کے لئے بھیجا ہے اور وہ یہ ہے۔ ایڈیٹر

سی آر سگے نائیٹڈ چرچ کے پریزیڈنٹ اور اخبار سینٹس ہیرلڈ سے ایڈیٹر مسٹر جوزف سمتھ کے نام کھلی چٹھی۔

جناب من اخبار ہیرلڈ مورخہ ۱۲۔ مارچ کے صفحہ ۲۰۲ پر میں نے ذیل کے ریمارکس اپنے حق میں پڑھے ہیں۔ "اپنی اولاد پر مغرور" اور اخبار **ملی نیل سٹار** مورخہ ۲۱۔ فروری ۱۹۰۱ء میں یوں رقمطراز ہے:۔ "ایلڈر اے۔ ایم۔ سکنہ شہر سالٹ لیک (واقعہ ملک امریکہ) ملازم ہسٹوریل آفس جو اسوقت ۷۱ سال کی عمر کا ہے۔ اور اور معاملات پر قلم اوٹھاتا ہوا بعض وقت قدیم زمانہ کے دلچسپ حالات بھی شایع کرتا ہے۔ جنکو کہ ہم اپنے اخبار **سٹار** میں درج کرتے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارا دوست یہہ جرأت معاف فرمائینگے +

دو بحر الکاہل کے جزائر میں میرے چار مشنری رہتے ہیں۔ میرے بیٹے بھی مشنری کا کام کرتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ میری تین مختلف بیولوں میں سے پچھلے سال دو پوتے ایک پوتی پیدا ہوئی ایک کے بیٹے کا میں ایک فلپ نوس اور ایک لوٹ میں یوٹہ کے لوگوں نے غالباً کثرت ازدواجی کی رسم کو ترک کر دیا ہے اور اون کے نزدیک یہہ رسم ایک لاوارث چٹھی کی طرح ہے ایسی ایسی باتوں سے جو وقتاً فوقتاً شایع ہوتی ہیں زیادہ تر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ازسرنو اپنی اون ناپاک رسومات کو اختیار کرنیکے لئے موقعہ کی تلاش میں ہے"

آپ کی یہہ سخت نکتہ چینی مجھے یہہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ کثرت ازدواجی کا اشارہ جو میری طرف کیا جاتا ہے۔ یہ سراسر بے موقعہ اور بے بنیاد ہے۔ میرے تینوں پوتوں کی تینوں دادیوں میں سے ایک چند سال ہوئے فوت ہو چکی ہے اور دو دیگر دو اسوقت معمر ہیں جن کے سب سے چھوٹے بیٹے ۱۵۔ سال کی عمر کے ہیں۔ میں اب ۷۱ سال کا ہو لیا چاہتا ہوں پس اس سے آپ فوراً دیکھ سکتے ہیں کہ جہانتک میرا اور میرے عیال کا تعلق ہے ہم کسی طرح بھی اسکی قرار داد کثرت ازدواج کی ناپاک رسومات کو ازسرنو اختیار کرنے کے لیے موقعہ کی تلاش نہیں کر سکتے۔

"افسوس کہ آپ اسے ناپاک رسم کہتے ہیں۔ اے سینٹ جوزف آپ کبتک اس جہالت میں پھنسے رہوگے کیا تم اُسے ناپاک رسم کہتے ہو اور ہم لوگوں کو بڑی گستاخی سے عیاش کا خطاب دیتے ہو۔ آپ اور آپ کے بزرگ مجنونانہ طور سے کثرت ازدواج کے مسئلہ پر نفرت آمیز کلمات کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ طریق تمہارے **غیر فانی خداوند** نے جاری کیا۔ اور تمہارے جی **ہائیرم** اور دیگر بزرگوں نے اُس کو عملی طور پر کار نتیجہ کے کشت وخون سے پہلے کرکے دکہایا اور یہ بات کہ عیسائی بزرگ باوجود ہر طرح کی تنگی اور ترشی کے اپنے عیال اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا سامان بہم پہنچانے میں انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن یہ کہ ہم کثرت ازدواج کی رسم کو جاری کرنے کا موقعہ ڈھونڈتے ہیں۔ سراسر کمینہ اور وحشیانہ حملہ ہے جو آپ جیسے شریف آدمی کی شان سے بعید ہے۔

رہا یہہ امر کہ کثرت ازدواج کی ناپاک رسم جیسا کہ آپ اُسے کہتے ہیں کہ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں نے کثرت ازدواجی کی ناپاک عمل کی متعلق جیسا کہ آپ یسوع مسیح کے کلیسا کے بزرگوں سے بیان کرو اتنے میں ہیرلیڈ کے ناظرین کے لئے چند واقعات دلائل اور نظائر جو اون تحریکات و جذبات سے متعلق ہیں اور جو اس پاک شادی کے رسوم کے ماتحت ہیں جس سے دنیا بلکل جاہل ہے بیان کرتا ہوں۔ ہم مانتے ہیں اور صریح اقرار کرتے ہیں کہ زناکاری اور حرامکاری اور بے حیائی خواہ کسی قسم کی ہو۔ ہماری روحوں کی ہر ایک حس اوسے مکروہ جانتی ہے اور زنا کا گناہ ہمارے نزدیک قتل کے برابر ہے تمام ہمارے قوانین ضوابط اور فیصلے دینی یا دنیوی حیثیت سے کلیسا کے ابتدا سے اتبک اسی طرح تسلیم کئے گئے ہیں زنا کا جرم سخت سے سخت سزا کا مستوجب ہے اور ایسا آدمی ہرگز کسی گرجے کی ممبری کے لائق نہیں اور نہ وہ آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ خداوند کی مقدس ہیکل میں باریابی حاصل کر سکتا ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے مصنفوں اور مذہبی مناددں نے اپنے خطبوں اور وعظوں میں بڑی استحکام کے ساتھ اس بات کو بیان کیا ہے۔ فرقہ مارمن کا مخالف گروہ بزرگان دین کے طریق عمل کو اپنے اعمال کے ترازو میں وزن کرتا ہے۔ اس لئے وہ اس مقدس اصول تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری غائت اور مقصود کثرت ازدواج سے اولاد کا حاصل کرنا ہے اور یہ نعمت خداداد ہے ہمارے بچے ابد تک ہمارے ساتھ رہیں گے۔ اور اگر وہ اور ہم خدا کے فضل کے مستحق ہوئے تو

فقط

جنت میں ایکدوسرے کی رفاقت کا لطف اُٹھائینگے ہم دنیاوی اشیاء سے کوئی اشیاء قبر کے ورے اپنے ساتھ نہیں لیجا سکتے لیکن ہم اپنے بچوں کو ساتھ لیجا سکتے ہیں جو ہماری ابدی میراث ہے۔

تمام عہد عتیق و جدید میں اولاد والی عورت ایک الٰہی برکت و نعمت سمجھی گئی ہے اور بانجھ عورت قاعدہ کے موافق خدا تعالیٰ کی نارضامندی کا نشانہ ہے۔ مارمن لوگ یا دوسرے محض ایک بیوی والوں کا گروہ ہوگا اگر وہ کسی ناپاک اور بُری رسومات کی پیروی کریں جیساکہ آپ ایک مقدس رسم شادی کو جو پاکیزہ کرنے والی ہے بُری ٹھہراتے ہیں۔ گویا یہہ رسم ناپاک جذبات کی سیری کیلئے ہے۔ باوجودیکہ سخت سے سخت تکلیفیں پہنچی ہیں اور قتل و جرمانہ و قید کی دھمکیں دیجاتی ہیں۔ املاک ضبط کیجاتی ہیں بچے اور عورتیں ستائے جاتے ہیں گرجے منہدم کئے جاتے ہیں۔ کیا ایں ہمہ یہہ سب تکالیف فقط اس کثرت ازدواج جیسی بُری رسم کے قبول کرنے سے اپنے اور اپنے بچوں کے سر پر ہمکو لینی پڑتی ہیں۔ بھلا کہ اگر ہم ایک ہی عورت رکھتے جیساکہ یہی ہیں رواج ہے تو کیا عیسائی دنیا میں آگے کیا کم بدکاری تھی جس سے ہمکو حیاداً منگیر ہوتا جب ایک عورت رکھنے سے بھی تمام عیسائی دنیا بدکاری اور حرامکاری میں مستغرق ہے تو ہمکو اگر کثرت ازدواج عیاشی کی خاطر تھا تو کسی بات سد راہ ہوتی۔ ہمارے لئے تو ایک لعنت تھی کہ عیالداری کا بوجھ کبھی نہ اُٹھانا پڑتا بچوں اور اُن کی تعلیم کے لئے بار نہ لینا پڑتا اور عیاشی بھی ہوجاتی۔ الغرض یہہ ایک کمینہ خیال ہے جو کمینہ دل سے پیدا ہوتا ہے۔

مارمن لوگ پاکدامن۔ محنتی۔ معتدل مزاج۔ صفائی پسند۔ کفایت شعار اور بہادر ہیں اور ہر ایک آدمی جو ان کو جانتا ہے واقف ہے کہ ہر ایک بدکاری سے سخت متنفر ہیں اور ہر ایک کلیسا کے بدنام کرنیوالی شرارت سے مجتنب چنانچہ تمام اونکی کتابیں اور خطبات اُن کے اس حال کے مصدق یعنی جب آپ کے بڑے اور اعلیٰ بزرگ نے شادی کا پیغام حاصل کیا اُس نے کہا تھا کہ اگر یہہ رسم قائم رکھیجاوے تو یہہ تمام قوموں کو تندرست کردیگی اور اون کے گناہ کا جذام جاتا رہیگا تو کیا اب تو میں اس آسمانی نسخہ کی طاقت نہیں کہ وہ قومی امراض کے دور کرنے کے لئے اس کی خواستگار نہیں۔

جناب نے کبھی عیسائی دنیا کے بدمعاشوں حرامکاروں۔ زانیوں۔ چوروں . . . . . . وغیرہ وغیرہ اشخاص کا بھی خیال کیا ہے۔ اور بچہ کشوں طلاق دینے والوں و طرح طرح کے بدمعاشوں کا بھی جن سے عیسائی دنیا بدنام ہے امریکہ اور یوروپ کے کتنے شہر ہیں جو میدانوں کے شہروں سے (یعنی سدوم و گمورا) زیادہ پاک و صاف ہیں حالانکہ وے آسمانی آگ سے ہلاک کئے گئے جب میں واشنگٹن شہر میں تھا مجھے ایک مدبر نے جو ہماری نیک عادات سے واقف تھا نہایت سنجیدہ مزاجی سے بتایا کہ کانگرس کے اجلاس میں کوئی نیک عورت سوائے آزادی کی دیوی کے جو دارالخلافہ کے گنبد پر لوگوں کی دستبرد سے محفوظ تھی بیجا حملہ سے بچ نہ سکی۔

مسیح کی جلالی انجیل تو بیشک شادی کی رسم کو پاک اور معزز بنانا چاہتی ہے اگر اسکے موافق عمل کیا جاوے تو دنیا ہی بہشت ہوجاتی اور یہی مرد اور عورت ایک آرام کی زندگی بسر کریں اور نیک اور زمین بھی اپنے کمینہ اور گرے ہوئے بچوں کی تکلیف سے چھوٹ جاوے اگر قومیں اپنی مریضی حالت سے چنگی ہوجاویں اور بے انت فریب خوردہ میگدلین سرشت کے انسانوں کے قوی اور ذریعہ سدھر جاویں تو دنیا جاہل خیال اور پاک باطن انسانوں سے بھرجاویگی حتی کہ خدا کا مظہر بن جاوے گی اور دنیا میں کیسی باقاعدگی اور انتظام کے اصول قائم ہوجاویں گے اور دنیا خوشی کے جوش سے ہوشعنا پکار اٹھیگی۔

یہہ دلیل جو معترضین کیطرف سے پیش کیجاتی ہے کہ دنیا میں مرد اور عورت کی تعداد برابر ہے اگر ایک آدمی کئی شادیں کرلیوے تو دوسرے بے جورو رہ جاویں گے بالکل بودی اور سراسر گستاخانہ ہے آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں ایک تہائی اشخاص ایسے ہیں جو شادی کرنا پسند ہی نہیں کرتے اور دوسرا ایک تہائی وہ لوگ ہیں قریباً فیصدی پر جو بچوں اور عورتوں کی رفاقت کے لائق نہیں اور باقی ایسے رہ گئے جو بچوں اور عیال کی پرواہ کرتے ہیں بچہ کشی اور خوفناک اسقاط وغیرہ کے کیس چھوڑ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو روپیہ پیسہ کی خاطر شادی کرتے ہیں۔

لیکن مردوں کے علاوہ عورتوں کے ساتھ یہہ حالت نہیں چنانچہ مستورات کے بڑے مربی مسٹر ہملٹن صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے "لاکھوں میں سے کوئی بھی عورت ایسی نہیں جسکو جب موقع لگے شادی کرنے کے لئے رضامند نہ ہو میں یہ بات ایسی پختہ طور پر جانتا ہوں جیسے کہ آسمان پر ستاروں کو دیکھتا ہوں گو کہ سورج کی روشنی ہی ہو تب بھی میں سیاروں کے چمکنے کا قائل ہوں۔

عقلمند ہو یا بیوقوف خوبصورت ہو یا بدصورت اگر تمام شادی کو اُس کے جائز اصول پر کریں اور اُس کے متعلق فرائض و ہدایات کی پابندی کریں تو دنیا اون کے لئے باغ ارم ہوجاویگی دنیا کی کوئی حالت اس پاک اور محبوب کی آگ کو جو خاندان کے چولہے میں جلتی ہے ایسے دلچسپ اور محبوب ترین حالت میں بھی بدل نہیں سکتی اور بغیر زناشوئی اور مادرانہ محبت کے اس کی طبیعت کی خوبیاں مخفی رہتی ہیں اور محبت کا چشمہ بند رہتا ہے"۔

آپ کی بے عیب اور انصاف پسندی سے ایسی اکتائی ہوئی ہے کہ آپ بار بار اصرار کررہے ہیں۔ کہ ایک آدمی کو ایک سے زیادہ بیویاں کرنی نہ چاہئیں تا نہ ہو کہ دوسرا شخص مجبوراً تجرد اختیار کرے۔ بھلا آپ کی فرضی مثال اور دل خوش کن خیال ایک بیوی کا کیا حقیقت رکھتا ہے۔ جبکہ بیشمار اشخاص ایک بیوی رکھکر بھی دوسرے ناپاک ذریعہ سے عملی طور پر کثرت ازدواج کی ضرورت کو ثابت کرتے ہیں

میں خوب جانتا ہوں کہ آپ تین عورتیں رکھ چکے ہو جنکے بطن سے تین لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں اور تم بڑا اپنے کو بیچ چکے ہو۔ کیا تم اسوقت ان بوڑھی عورتوں کی پرواہ نہ کروگے یا دو عورتیں چھوڑ کر ایک کی نگہ میں رہو گے اس لحاظ سے تمنے اوّل اپنے دو آدمی شادی سے محروم کئے اور پھر کسی دوسرے کو محروم کروگے اور دوسری بات یہہ ہے کہ تمکو اس زندگی میں تین عورتوں پر کیا حق حاصل ہے حالانکہ تمہارے ایسا کرنے سے دو اور آدمی مجرد رہے اور یہ آپکی نفس پرستی کیا یہی الزام آپ ہم پہ نہیں لگاتے کیا اس قسم کے اعتراض جیسے ایک بیوی والے کرتے ہیں کثرت ازدواج والے نہیں کرسکتے۔ مردم شماری کے بارے میں جو آپ نے اشارہ کیا ہے کہ وہاں مردوں کا شمار عورتوں کی نسبت زیادہ ہے اور جسکو آپ قانون قدرت کے لحاظ سے مطابق کرنا چاہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ ایک بات آپ کے بیان سے رہ گئی ہے وہ یہہ کہ اُس مردم شماری میں ایک تہائی آبادی حبشی اور چینی عورتوں کی ہے تو اس صورت میں جبتک ایک عورت کئی خاوند نہ کرے ممکن نہیں کہ تتنے آدمی بے زن نہ رہ سکیں

میسے جو ست میں کہتے ہیں کہ عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت کہیں زیادہ ہے اس صورت میں جبتک آدمی زیادہ بیویاں نہ کرے ممکن نہیں عورتیں بے خاوند نہ رہجائیں - اور یہ بھی قانون قدرت کے عین موافق ہے اس تمام قضیئے میں جو فریق مخالف کثرت ازدواج کیطرف سے قائم کیا جاتا ہے اُس میں عورتوں اور بچوں

کے جائز اور مستحسن مدعا کو بالکل ذلیل کیا گیا ہے میں نہایت ادب اور سنجیدگی سے عرض کرتا ہوں کہ بھلا اس پاک رسم کثرت ازدواجی کو چھوڑ کر سوسائٹی کسقدر نقصانات کی متحمل ہوگی۔ اگر یہی معاملہ کسی دانشمند کے سامنے پیش کیا جائے تو یہہ ایک بچوں اور عورتوں کے جائز حقوق کا عیاشی کے خلاف مقدمہ ہوگا جس پر ترقی و تنزل بنی نوع انسان موقوف ہے۔ کیسے وہ لوگ قابل قدر ہیں جو اولاد کی خاطر کثرت ازدواج کو رواج دیتے ہیں اور اپنی ذمہ واریوں کو خدا کی منشار کے موافق پورا کرتے ہیں۔ یا وہ اپنے نفس کی خواہش کے موافق ہر ایک جذبات کے غلام بننا پسند کرتے ہیں۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی ایک قوت عطا کی ہے جو بقائے نسل کی غرض سے اوسمیں ودیعت کی گئی ہے۔ اس لئے قدرتی غور پر اس الہی منشار کو محدود کرنیکے لئے کوئی قدرتی سامان مقرر نہیں کیا گیا۔ مرد کو بے تعداد بچوں کا باپ بنانیکا وصف عطا کیا ہوا ہے۔ مگر عورت کو یہہ وصف نہیں دیا بلکہ خاص حد کے بعد وہ اولاد کے قابل نہیں رہتی۔ زبور کے حامل حضرت داؤد علیہ السلام کامل طور پر اس خدمت کو منشار الہی تو سمجھتے تھے۔ اون کی کتاب زبور کو غور سے پڑھو انسان کے فرائض کے متعلق کیسی مدح سرائی کی ہے۔

"دیکھو بچے خداوند کی میراث ہیں اور
رحم کا پھل انسان کا اجر ہے جیسا تیر زور آور
کے ہاتھ میں ہے ویسا ہی جوانی کے بچے ہیں۔
خوش ہے وہ انسان جس کی ترکش بھری
ہوئی ہے ایسے لوگ شرمندگی نہیں
اوٹھائینگے بلکہ دشمن کا مقابلہ عین شہر
کے پھاٹک پر کرینگے"

اب میں جملہ معترضہ کے طور پر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا داؤد کثرت اولاد پر ناز نہیں کرتا تھا۔ اور کیا انسان کے لئے ذلیل ترین و مہلک امراض مثل سوزاک آتشک کوڑھ وغیرہ سے جسمیں تمام عیسائی دنیا کثرت سے مبتلا ہے بچنا ضروری نہیں۔

اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں کہ مہذب دنیا (یعنے عیسائی دنیا) میں لاکھوں ایسی بیکس عورتیں ہیں۔ جنکو اون کے ظالم خاوندوں نے دھتکار کر نکال دیا ہے یا وہ جو بانجھ ہیں پس کیسے نادان بے رحم قانون قدرت کے خلاف کرنے والے سفاک آدمی وہ ہیں جو عظیم الشان انسانوں کے طریق و روش کو بھلا دیتے ہیں جنھوں نے بانجھ عورت کے نقصانات اور صاحب اولاد عورت کے فوائد کو بسط سے بیان کیا ہے۔ سونا اور چاندی اکٹھا کر لینا اور بڑے بڑے کارخانوں کا مالک بن جانا یا ایک مشہور تاجر ہونا بڑے بھارے بھیڑوں اور مویشیوں کے گلوں کا مالک ہونا کونسی فخر کی بات ہے جبتک انسان ایسی عورت حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے جو اوس کے لئے اولاد پیدا کرے یہی وہ مدعا ہے جسکی تڑپ ہر ایک انسان میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور جس کے لئے وہ دعائیں مانگتا ہے تا اوس کا کوئی نام لینے والا ابد تک باقی رہے جو ایک اجر دوام کا باعث ہے آپ میرے حق میں فرماتے ہیں کہ میں اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا ہوں واقعی یہہ نعمت خدا داد ہے۔ وہی خدا ہمارا مددگار رہے۔ اوس اولاد کی رانی مائیں دل کر چاہتی ہیں کہ ہمارے بارہ۱۲ لڑکے طاقت اور شوکت کا مجموعہ ہو جاویں اور انسانی نسل میں مادی اور روحانی فوائد نشو و نما کرنے میں ہمیشہ تک ساعی رہیں + ہمارے دو لڑکے شہر منیلا میں اپنے قومی جھنڈے کی حفاظت میں۔ یوٹہ کی مشہور مورچہ بندی پر والنٹیر تھے۔ یہہ بیان ذرا خالی از لطف نہ ہوگا کہ ہمارے مورث اعلیٰ حضرت یعقوب کے بارہ۱۲ فرزند چار بیویوں سے پیدا ہوئے تھے آپ کی اون کے بارے میں کیا رائے ہے کیا میرے جیسا غریب آدمی اگر بارہ۱۲ لڑکے چار بیویوں سے حاصل کرے اور نئی یروشلم میں اوس کے پیچھے داخل ہو جس کے مقدس دروازے پر اوس کے بارہ لڑکوں کا غیر فانی نام کندہ ہے جو اوس کے لئے اوس کی چار بیویوں سے پیدا ہوئے تو آپ نے ہمارے اس معزز رشتہ کو جو یعقوب کے ساتھ بلحاظ کثرت ازدواج و کثرت اولاد ہے۔ کیونکہ قابل طعن و تشنیع سمجھتے ہیں آپ کی تمام عمر اس پاک رسم کی تردید میں گزر گئی جس کے سبب سے حضرت یعقوب ابد تک مشہور رہو گئے تو کیا آپ یا آپ کا نامہ نگار اس مقدس انسانکو قابل تقلید سمجھتا ہے یا نہیں۔ کیا یہہ ضروری نہیں کہ ایسے عظیم الشان انسان کی اولاد اپنے جد امجد کی نقش قدم پر چلے جس پر چلنا اون کے لئے فخر کا باعث ہے۔ کیسے افسوس کی بات ہوگی اتنے بڑے پیغمبر کی اولاد اوسکی پیروی نہ کرے۔

میں آپ کے والدین کو خوب جانتا ہوں وہ جب ہم کونیسی میں رہتے تھے ہمارے ہی پاس آکر ٹھہرا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ خط معمول سے زیادہ لمبا ہو گیا ہے مگر میں آپ کی انصاف پسند طبیعت سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس کی اشاعت کرنے ضرور حامی ہونگے۔ نیز یہ آپ کی طعن و تشنیع کے خط سے زیادہ طول نہ ہوگا۔ والسلام

بڑے ادب سے وغیرہ وغیرہ

اپنی کثرت اولاد پر فخر کرنیوالا اور دعا کرنے والا کہ زمانہ دراز تک خدا اوس کو جنگل کے شاہ بلوط کے درخت کیطرح کثرت سے پھیلنے والا کرے

(ایلمن مسٹر)

رؤیاء صادقہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ ۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء کی رات کو سوتے ہوئے یہہ الفاظ میری زبان پر آئے جیسا کہ کسی کا پتہ بتایا جاتا ہے۔ آسف آباد منسجد سلطان روم نظام الدین محمد زیرک خان آخری نام اب ایسا ہی یاد پڑتا ہے کہ پہلے نظام الدین تھا پھر چند سیکنڈ کا وقفہ ہوا اور پھر دوسرا نام ہوا۔ اسواسطے مجھے کچھ نام میں شبہ سا رہا مگر اغلب ایسا ہی تھا جیسا کہ لکھا گیا ہے صبح کو میں نے یہ خواب کئی دوستوں کے سامنے ذکر کی۔ پھر حضرت مسیح کی مجلس میں بھی عرض کیا گیا آپ نے فرمایا کہ اس سے اس کا کچھ تعلق ہوگا (ٹھیک الفاظ تو یاد نہیں رہے۔ ایسا ہی مطلب تھا۔ اب میں حیران تھا کہ الہی یہہ کیا ماجرا؟ اخبار الحکم نمبر ۱۸ جلد ۷ مورخہ ۱۷ مئی میں بطور استفسار کے یہ خواب شائع کیا گیا۔ بعض دوستوں کی رائے سے یہ قرار پایا کہ ایک کارڈ اس پتہ پر بھیج دیں شاید کسی کو ملے اور کچھہ راز معلوم ہو۔ جغرافیوں اور ڈاکخانوں کی کتابوں میں کہیں آسف آباد کا پتہ نہ چلا مگر توکلاً علی اللہ اسیدن ایک جوابی کارڈ لکھکر اس پتہ پر روانہ کیا گیا۔ کارڈ کا مضمون صرف اتنا تھا۔ کہ اگر آپکو یہ کارڈ ملے تو جواب سے جلد سرفراز فرماویں اس میں کچھہ راز ہے مفصل حالات پر پھر اطلاع ہوگی دوسرے دن یعنی ۵ مئی کو ایک اور کارڈ جو جوابی نہ تھا ڈاک میں ڈالا گیا۔ مگر اس ڈاک میں میں نے اپنا خواب بھی لکھہ دیا تاکہ مکتوب الیہ نامعلوم کو اس ناگہانی خط و کتابت کا سبب بھی معلوم ہو۔ ایک ماہ تک ان دونو کارڈوں کا کچھہ پتہ نہ آیا اور نہ اخبار کا کوئی جواب ہمکو ملا۔ بعض اور بعض او ردوست اس خیال میں تھے کہ اس نام کا شہر ایران یا روم میں ہوگا۔

چنانچہ ایران میں ایک دوست عبدالمعرب کے نام بھی ایک خط لکھا گیا۔ ۸ جون کو دوسرا کارڈ جسمیں خواب درج تھا مختلف مقامات سے ہوکر میرے پاس واپس آیا کہ مکتوب الیہ کا پتہ نہیں ملتا۔ اس کارڈ پر ڈاکخانہ کی ۸ مہریں لگی ہوئی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ڈاکخانہ نے مکتوب الیہ اور اوس کے شہر کی تلاش میں بہت کوشش کی مگر پتہ نہیں ملا تب یہ خیال پختہ ہو گیا کہ یہ شہر آسف آباد ہندوستان میں نہیں ہے کہیں اور تلاش کرنا چاہئے۔ مگر دس جون سنہ ۱۹۰۳ء کو پہلا کارڈ جس میں خواب درج نہ تھا۔ اسکا جواب حیدرآباد سے ایک

صاحب محمد نظام الدین ساکن آصف نگر نے دیا کہ آپ کا کارڈ ملا ہے بسبب ملالت طبع جواب نہیں دے سکا اس کے بعد تیسرے دن یعنی ۱۲ جون کو انہیں صاحب کی طرف سے ایک ملفوف ملا جس سے معلوم ہوا کہ یہ آصف نگر کے رہنے والے اور حال میں سیف آباد میں مقیم ہیں غالباً ان کے اصلی وطن اور موجودہ مقام پر دو کا پتہ آصف آباد کے لفظ میں مجھے بتایا گیا اور وہ مسجد کتب شاہی میں شب باش تھے جب میں نے خواب دیکھا جو کہ مجھے مسجد سلطان روم کے نام سے بتلائی گئی ہے انکا اصلی نام نظام الدین ہے اور محمد زیرک خان لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونگے۔ بعض خوبیوں کا اظہار ہے۔ اس کا خط بعینہ نیچے درج کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے جو القا ہے اور اون کا خواب ہر دو ایک ہی رات یعنی ۴ مئی کی تھی اور میں اون سے اور وہ مجھ سے محض ناواقف تھے۔ یہ سارا معاملہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوات والسلام کی مسیحیت اور مہدیت اور خلافت کے واسطے ایک عجیب دلیل اور نشان ہے اور خواب کی حقیقت پر منکرین کے واسطے سوچنے اور غور کرنے کا مقام ہے۔

عاجز محمد صادق ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام

(قادیان)

مکرم مخدوم جناب مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اپنے پاک پروردگار اور اوس کے برگزیدہ نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر آپکی گرامی خدمت میں رویاء صادقہ تحریر کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ آپ مراسلہ کو اخبار میں درج فرماوینگے فقط۔ راقم محمد نظام الدین ساکن کوچہ پٹھو مونٹ اردو مدراس۔ حال مقیم حیدرآباد دکن ساکن سایف آباد

بتاریخ چار مئی سنہ ۱۹۰۳ء رات کے دو بجے بعد تہجد ادا کرنے کے مسجد قطب شاہی واقعہ آصف آباد میں میں سو رہا تھا اور یہ رویاء صادقہ مجھے ظاہر ہوا مسجد کے ممبر پر حضرت رسول خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور بہت سے پیغمبر اور اولیاء عظام دست بستہ استادہ ہیں۔ رسول خدا کی زبان مبارک سے کچھ آیات عربی سنائے گئے اور تمامی سامعین نے مرحبا یا رسول اللہ کہنا شروع کیا۔ پس حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نیچے تشریف فرما کر اور ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرماتے ہوئے۔

اے ناظرین تم اس شخص کو جانتے ہو۔ تمامی پیغمبران اور اولیاء کرام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ خدا کا فرستادہ ہے اور مسیح موعود کے نام سے منجانب اللہ مقرر ہوا ہے۔ ہم لوگ اس کے تمامی احکام کے مقتدی ہیں اتنے میں حضرت رسول خدا آواز بلند یوں ارشاد فرماتے ہوئے کہ میرا باطنی وجود مرزا غلام احمد مسیح مسعود کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ یعنے جو آگے دنیا میں ظاہر ہوا تھا۔ پوشیدگی طور سے ہوا تھا۔ اب جو ظاہر ہوا ہوں یہی میرا اصلی وجود ہے۔ رسالت کے ختم ہونے کی کنجی مرزا غلام احمد کے مسیح موعود کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ جو شخص اوسپر ایمان لایا گویا وہ گذشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا جو شخص اوسپر ایمان نہیں لایا قیامت میں میں اوس کا شافعی نہیں ہونگا۔ مرزا غلام احمد مسیح موعود نے دست بستہ رسول مقبول سے یوں عرض کرنا شروع کیا۔ یا نبی اللہ۔ میں نے آپ کی پیشین گوئیوں کو پورا کیا اور خدا تعالیٰ کا کلام سنایا۔ لیکن مشرکین نے انکار کیا۔ بلکہ ایذا رسانی کے درپے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نہیں جانتے۔ جو ہم دنیا میں ان مشرکین اور منافقین سے کسقدر صدمے سہتے تھے اتنے میں تمامی لوگ گریہ وزاری کرنے لگے اور مرزا صاحب نے دست مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سر پر رکھ کر یہ اشعار بآواز بلند پڑھنے شروع کئے۔

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ

این است کام دل اگر آید میسرم

ہر تار بود من بسر اید بعشق او

از خود تہی واز غم آں دلستان پرم

رویاء صادقہ حضرت مسیح موعود عم

۴۔ جون سنہ ۱۹۰۳ء

خواب فرمایا ۲ یا ۳ بجے رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک جگہ پر معہ چند ایک دوستوں کے گیا ہوں وہ دوست وہی ہیں جو رات دن پاس رہتے ہیں ایک ان میں مخالف بھی معلوم ہوتا ہے اس کا سیاہ رنگ لمبا قد اور کپڑے چرکین ہیں۔ آگے جاتے ہوئے تین قبریں نظر آئی ہیں۔ ایک قبر کو دیکھ کر میں نے خیال کیا کہ والد صاحب کی قبر ہے اور دوسری قبریں سامنے نظر آئیں ہیں انکی طرف چلا اس قبر سے کچھ فاصلہ پر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ صاحب قبر جسے میں نے والد کی قبر سمجھا تھا زندہ ہو کر قبر پر بیٹھا ہوا ہے۔ غور سے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اور شکل ہے۔ والد صاحب کی شکل نہیں مگر خوب گورا رنگ پتلا بدن فربہ چہرہ ہے میں نے سمجھا کہ اس قبر میں یہی تھا۔ اتنے میں اسنے آگے ہاتھ بڑھایا کہ مصافحہ کرے میں نے مصافحہ کیا اور نام پوچھا تو اس نے کہا نظام الدین پھر ہم وہاں سے چلے آئے۔ آتے ہوئے میں نے اسی مقام پر کہا کہ پیغمبر خدا صلعم اور والد صاحب کو السلام علیکم کہہ چھوڑنا۔ راستہ میں میں نے اس مخالف سے پوچھا کہ آج جو ہم نے عظیم الشان معجزہ دیکھا کیا اب بھی نہ مانوگے تو اس نے جواب دیا کہ اب تو حد ہوگئی اب بھی نہ مانوں تو کب مانوں۔ مردہ زندہ ہوگیا ہے اس کے بعد الہام ہوا سلیم۔ الحمد لمستبشر کچھ حصہ الہام کا یاد نہیں رہا۔

والد کا زندہ ہونا یا کسی اور مردہ کا زندہ ہونا کسی مردہ امر کا زندہ ہونا ہے میں نے اس سے یہ بھی سمجھا کہ ہمارا کام والدین کے رفع درجات کا بھی موجب ہے۔

حضرت امام الملتہ حجۃ اللہ کے مکتوبات

حضرت حکیم الامت کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اسرار الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو انکی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں مگر بالطبع طبیعت کارہ ہے اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات و کشوف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ بہرحال عاجز نے یہ عہد کر لیا ہے کہ کیسا ہی موقعہ پیش آوے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریح حکم سے اس کیلئے مجبور نہ کیا جاؤں تب تک کنارہ کش رہوں کیونکہ تعدد ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں اور اسمیں خرابیاں بہت ہیں اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے ہیں جنکو اللہ جلشانہ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اور اپنے خاص اعلام و الہام سے اس بار گران کے اوٹھانے کے لئے مامور کرتا ہے تب اس میں بجائے مکروہات کے سراسر برکات ہوتے ہیں آپ کے نوکری چھوڑنے سے بلا ہر دل کو رنج ہے مگر آپ نے کوئی

مصلحت سوچ لی ہوگی والسلام باقی خیریت ہے
والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۲۰ جون ۱۸۸۶ء

نوٹ - جو لوگ حضرت حجۃ اللہ امام الملت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ذات پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ تیسرا نکاح جو عظیم پیشگوئی پر مبنی ہے نفسانیت کی وجہ سے ہے وہ اس کرامت نامہ کو خوب غور سے پڑھیں - اور سوچیں کہ آپ امر الٰہی کی کسقدر تعظیم کرتے ہیں اور اپنے افعال کو کس حد تک اللہ تعالیٰ کے اعلام و الہام کے ماتحت رکھتے ہیں - (ایڈیٹر)

ایضاً

(اسی مضمون کے متعلق پہلا خط جسکا حوالہ دیا گیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - اسوقت ایک اشتہار دربارہ ازالہ اوہام مخالفین آپکی خدمت میں مرسل ہے چونکہ آپ نسبتہ فاروقی کے مدعی ہیں اور یہ عاجز بھی نہایت درجہ آپ پر حسن ظن رکھتا ہے - اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے اس لئے آپ کی طرف تعلق خاطر رہتا ہے جو عنایات خداوند کریم جلشانہ کی اس عاجز کے شامل حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے جو اپنے دوستوں سے کچھ اسمیں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم واما بنعمۃ ربک فحدث تحدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں سو آج آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں - ایک واقعہ پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں شائد چار ماہ کا عرصہ ہوا کہ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین کامل الظاہر والباطن تمکو عطا کیا جاویگا اس کا نام **بشیر** ہوگا سو اب تک میرا **قیاسی** طور پر خیال تھا کہ شائد وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا اب زیادہ تر الہام اسبات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی - اسمیں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھکو دیئے گئے تین ان میں سے آم کے پھل تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا - اگرچہ ابھی یہ **الہامی بات** نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑتا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک طرف پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دیئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے سو یہی سمجھا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب ان دنوں میں اتفاقاً تمہی شادی کے لئے ایک شخص نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اسکی قسمت میں ذلت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں - گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جسکی بشارت دی گئی وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہو سکتا ہے واللہ اعلم بالصواب - اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا - ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں مگر میری **دانست** میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جائے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں بہرحال اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اسکا ظہور مقدر کر رکھا ہے الہامات اس بارہ میں ... کثرت سے ہو رہے ہیں اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے واللہ یفعل ما یشاء **وھو علی کل شیء قدیر** اپنی خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ
از قادیان - ۸ - جون ۱۸۸۶ء -

نوٹ - اس مکتوب کو پڑھتے وقت حضرت حجۃ اللہ کے قیاس اور کشفی امور میں باہم تفریق کا پورا لحاظ رکھا جاوے اور خوب سوچ لیا جاوے کہ فرزند موعود کے لئے آپ نے یہ ہرگز نہیں ٹھہرایا کہ وہ تیسرے ہی نکاح سے ہوگا - ہاں یہ امر دیگر ہے کہ تیسرے نکاح سے بھی وجیہ اولاد پیدا ہو جو لوگ حضرت حجۃ اللہ کی تازہ تصانیف سے واقف ہیں انکو خوب معلوم ہے کہ حضرت حجۃ اللہ کے ہاں چار موعود بیٹے پیدا ہو چکے ہیں یعنے انمیں سے ہر ایک جدا پیشگوئی کے موافق پیدا ہوا ہے - اور پانچویں کی بھی بشارت ملی ہے - ایڈیٹر

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپکا عنایت نامہ پہنچا یہ بات عین منشاء اس خبر کے مطابق ہوئی کہ آپ کا استعفا منظور نہیں ہوا - انشاء اللہ کسی موقع پر ترقی بھی ہو جائیگی امید ہے کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۱۷ جولائی ۱۸۸۶ء

ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اگرچہ آنمکرم کی طبیعت میں عجز و نیاز اور انکسار کامل طور پر ہے اور یہی ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیۃ کریمہ **واما بنعمۃ ربک فحدث** نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے اللہ جلشانہ نے آپ کو علم دین بخشا ہے عقل سلیم عطاء کی ہے [illegible] جو ایک خاص نعمت ہے عطا فرمایا ہے اپنی طرف توجہ دی ہے - یہ تمام نعمتیں شکر کے لائق ہیں - عنایت نامہ پہنچا معلوم نہیں کب تک آپ جموں میں تشریف لانے والے ہیں - اللہ جلشانہ آپ کو بخیر و عافیت اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور سفر اور حضر میں اسکا فضل و احسان آپ کے شامل حال رہے اسجگہ سب طرح سے خیریت ہے - والسلام خاکسار غلام احمد عفی عنہ
۲۲ - جون ۱۸۸۵ء -

اطلاع

نسیم دعوت اور سناتن دھرم انگریزی کی ۲۶۰ کاپیاں مفت تقسیم کرنیکے لئے طبع کرائی گئیں تھیں - یہ ایں لحاظ کہ اس کا بوجھ انجمن اشاعت اسلام پر نہ پڑے - مولوی عبد الکریم صاحب کی تحریک پر منیجنگ کمیٹی نے یہ تجویز کی کہ ہمارے دوست ہر فی کاپی کے حساب سے خرید کر منیجر کو اطلاع دیں کہ وہ اسکو مفت تقسیم کر دیں - کل [illegible] روپیہ مذکورہ کاپیوں کے طبع کرانے پر خرچ ہوا ہے جس میں سے فقط الحمد روپیہ وصول ہوئے ہیں اس لئے باقی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس ضروری امر کی طرف توجہ فرما کر باقی رقم کو پورا کر دیں
محمد علی منیجر ریویو آف ریلیجنز - قادیان ضلع گورداسپور

التماس ہمارے معزز خریدار الحکم و تفسیر القرآن جب کبھی مطبع سے کسی طرح کی خط و کتابت کریں براہ کرم علاوہ اپنا نام معہ پتہ خوشخط لکھنے کے نمبر خریداری بھی لکھا کریں جو ہمنے حال میں ہی ہر ایک خریدار کیلئے مطبوعہ چٹھیوں پر چھپوا دیا ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت بیجا ہوگی دیکھا گیا ہے کہ بسا اوقات بہت حصہ عزیز وقت کا محض نام کی تلاش میں فضول ضائع ہو جاتا ہے اسیطرح سے کلرک مطبع کا حرج ہوتا ہے اور تعمیل خطوط میں بیجا دیر واقع ہوتی ہے - امید ہے کہ ہمارے مکرم احباب ہماری تکلیف پر نظر کرکے ہماری التماس کو نظر انداز نہ کرینگے - ایڈیٹر

نوٹ - فرقہ مارمن کے متعلق اپریل ۱۹۰۳ء کی آخری اشاعت میں ہم نے ایک نوٹ اس چٹھی سے بہت عرصہ پہلے اس مضمون پر شائع کیا تھا جو مذہبی دنیا کے عنوان کے نیچے درج ہے اسے پڑھا جاوے - ایڈیٹر

دربارِ شام

۲۸؍مئی ۱۹۰۳ء

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ عیسائیوں کی طرف سے بھی ایک میگزین سہ ماہی رسالہ نکلنا شروع ہوا ہے اس میں پادری صاحب نے لکھا ہے کہ مسلمان عیسائیت اس لیے قبول نہیں کرتے کہ ان کے دل سخت اور گناہ آلودہ ہیں۔ **فرمایا** کہ جب انسان تعصب اور فاسقانہ زندگی سے اندھا ہو جاتا ہے تو اسے حق اور باطل میں فرق نظر نہیں آتا ہر ایک حلال کو حرام اور ہر ایک حرام کو حلال سمجھتا ہے اور نیکی کے ترک کرنے میں ذرا دریغ نہیں کرتا شراب جوام الخبائث ہے عیسائیوں میں حلال سمجھی جاتی ہے مگر ہماری شریعت میں اسکو قطعاً منع کیا گیا ہے اور اسکو رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ کہا گیا ہے کیا کوئی پادری ہے جو دکھا دے کہ انجیل میں حرمت شراب کی لکھی ہے بلکہ شراب ایسی متبرک خیال کی گئی ہے کہ پہلا معجزہ مسیح کا شراب کا ہی تھا تو پھر دلیری کیوں نہ ہو جو بڑا پرہیزگار ان میں ہوگا وہ کم از کم ایک بوتل برانڈی کی ضرور استعمال کرتا ہوگا چنانچہ کثرت شراب نے ولایت میں آئے دن نئے نئے جرائم کو ایجاد کر دیا ہے اور پادری کے اس قول پر کہ اہل اسلام گناہ میں ڈوبے ہوئے ہیں سخت تعجب آتا ہے کہ کس حوصلہ اور دلیری سے یہ بات کہدی۔ بھلا اگر زمانہ دراز کی بات ہوتی تو ممکن تھا کہ ان کے ایسے بہتان سے عیسائیوں کی نیک چلنی کا نسبتاً گمان ہوتا مگر جب یہ دونوں قومیں ہمارے سامنے اپنے اعمال کے دفتر کھولے بیٹھی ہیں تو پھر کسی کی شیخی اور تعلّی سے کیا فائدہ روشن ضمیر پبلک خود روز روشن میں دیکھ سکتی ہے کہ ولایت کے جیلخانوں میں ہندوستان کے جیلخانوں کی نسبت جرائم پیشہ لوگوں کی کس فیصدی سے زیادتی ہے جن اصولوں کو عیسائی قوم مانتی ہے وہ اصول خود جرائم مثل زنا قمار بازی کی محرک ہیں اُنکی اصطلاح سے تو اب گناہ گناہ نہ رہنے چاہییں گویا گناہ سے وہ ایسے ہی بے پروا ہو گئے جیسے شاکت مت والے۔ حضرت حکیم الامۃ نے ایک قصہ سنایا کہ جب انھوں نے ایک شاکت مت والے سے پوچھا کہ یہ کیا بُرائی ہے کہ تم لوگ بدیوں سے ذرا بھی نہیں رُکتے تو اُس نے جواب دیا کہ بدی کیا ہے تمھارے قرآن میں یہ شکتی کہاں ہے کہ ماں اور بہن اور بیٹی وغیرہ صلبی رشتے حلال کر دے ہمارے مذہب میں تو یہ سب باتیں طے کی ہوئی ہیں حکیم صاحب اس پنڈت کے جاہلانہ جواب سے حیران رہ گئے۔ حضرت اقدس نے پھر اپنی تقریر کو شروع کیا اور فرمایا کہ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ ایک شریف آدمی جب خلاف واقعہ بات سُنتا ہے اور پھر اُس پر اصرار کرتا ہے تو دل میں سخت رنجیدہ ہوتا ہے ہمارا سوال تو یہ ہے کہ پادری صاحب سے پوچھا جاوے کہ گناہ سے تمھاری کیا مراد ہے آیا زنا چوری جرح قتل قماربازی۔ شراب نوشی تمھارے نزدیک گناہ میں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں تو کیا یورپ کی حالت اسلامی ممالک کی حالت سے بہتر ہے یا ابتر یا مساوی صغائر کا علم اللہ تعالےٰ ہی کو ہے مثلاً ایک شخص بدنظری میں مبتلا ہے ممکن ہے کہ اُس عورۃ کو خبر ہی نہ ہو جس پر بدنظری کرتا ہے لیکن ایک شخص جو زنا کرتا شراب پیتا ہے اُسکی خبر ایک دنیا کو ہوگی ان جرائم کا اسقدر زور ہے کہ چھپائے سے چھپ سکتا ہی نہیں قمار بازی میں اتلاف حقوق ہوتا ہے شراب نوشی کے ساتھ دوسرے گناہ مثل زنا قتل وغیرہ لازمی پڑے ہوئے ہیں جہانتک ہمیں مجرموں کے حالات سے شہادت ملتی ہے وہ یہ ہے کہ شراب ہی زنا ترقی کرتا ہے چنانچہ شراب نوشی میں اسوقت یورپ اول درجہ پر ہے اور زنا میں بھی اول نمبر پر۔

اب دیکھیو کہ پردہ کی رسم ہے ہمیں کچھ شک نہیں کہ جیسا کتاب اللہ نے بتایا ہے اور تجارب نے اس کی تصدیق کی ہے سچا تزکیہ نفس جو مجاہدات سے پیدا ہوتا ہے وہ پردہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ مومنوں کے تین طبقے ہیں ایک وہ جو ٹھوکر کھانے کے لائق ہوتے ہیں دوسرے وہ جو میانہ رو کسی ٹھوکر سے بچتے اور ڈرتے رہتے ہیں تیسرے وہ جو ہر ایک ٹھوکر سے ایسے بچکر نکلجاتے ہیں جیسے کہ سانپ اپنی کینچلی وہ ہر ایک خیر کے لیے دوڑتے اور ہر ایک شر سے بھاگتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے تزکیہ کا خیال نہیں کیا وہ بالضرور بے پردگی سے ٹھوکر کھا سکتے ہیں عورتوں کو اُن سے پردہ کرنا چاہیے مثل مشہور ہے کہ خرابۂ گرچہ دزد آشناست قسم اول ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ دوم مُّقْتَصِدٌ سوم سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ۔ ان مختلف مدارج و مراتب کے اشخاص کیسے یکساں سلوک کو لائق ہیں کیا عیسائی بتا سکتے ہیں کہ ان میں سب پاک یا کیا نہیں شرابی نہیں زانی نہیں اگر پردہ ہوتا تو ان جرائم کی نوبت کیوں آتی ہزار ہا ولد الحرام کیوں پیدا ہوتے تجربہ بتا رہا ہے اول قسم کے لوگ بکثرت ہیں اس لیے الشریعتی الوسیع پردہ کرنے کے لیے شریعت نے مجبور کیا کہ پردہ کی رسم ہو شرابی آدمی کو نہ طعن و تشنیع کا فکر ہے نہ ڈنڈے کا خوف اس لیے عیسائیوں کا اسلام پذیر ہونا محالات سے ہے۔

دربارِ شام

۲۹؍مئی ۱۹۰۳ء

آج حضرت اقدس نے بہت سے احباب کی بیعت کے بعد تقریر فرمائی فرمایا کہ اب تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرینگے سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عہد تمھارا اللہ کے ساتھ ہے جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہیے نماز و روزہ حج و زکوٰۃ امور شرعی کا پابند رہنا چاہیے اور ہر ایک بُرائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہیے ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بنکر دکھانا چاہیے زبانی لاف و گزاف سے کچھ نہیں بنتا جبتک انسان کچھ کرکے نہ دکھائے تم دیکھتے ہو کہ طاعون سے کسقدر لوگ ہلاک ہو رہے ہیں گھروں کے گھر برباد ہو رہے ہیں اور ابھی تک معلوم نہیں کہ یہ بلا ہی کب تک جاری رہے طاعون لوگوں کی بد اعمالی کے سبب غضب الٰہی کی صورت میں بھیجی جاتی ہے یہ بھی ایک طرح کی رسول ہے جو اس کام کو کر رہی ہے ہزاروں ہیں جو اپنے سامنے ہلاک شدہ لوگوں کے پشتے پر پشتے دیکھتے ہیں خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے ہزاروں لاکھوں بچے بے پدر لاکھوں خاندان بے ٹھکانہ ہو گئے جہاں یہ پڑی ہے نام و نشان اُس جگہ کو کر دیا بعض گھر ومیں کیا محلوں اور گانوں میں کوئی آباد ہونے والا نہیں رہا انسانوں سے گذر کر حیوانوں کو تباہ کیا گویا یہ بات کہ انسان کے گناہ سے تمام زمین لعنتی ہو گئی اب گویا اہل زمین کیا چرند کیا پرند انسان کی بدکاری کے بدلے پکڑے جا رہے ہیں لوگوں میں باوجود اس کے کہ سخت سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں مگر ویسے ہی رعونت و کبر سے مخمور پھرتے ہیں موت کا خوف دل سے اُٹھ گیا اللہ تعالےٰ کی عزت کا پاس دل میں نہیں رہا عوام تو عوام خواص کا یہ حال ہے کہ دنیا پرستی میں سخت جکڑے ہوئے ہیں

خدا کا نام فقط زبان پر ہی ہے اندرونہ بالکل اللہ تعالےٰ کی محبت و خشیت سے خالی ہے۔

مسیح کی وفات کا کیا معاملہ تھا اللہ تعالیٰ فرماتا کہ

فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ بخاری میں مُتَوَفِّیْکَ کے معنے صاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی مُمِیْتُکَ آیا۔ حدیث کے فرمودہ کے مطابق چودھویں صدی کے سر پر مجدد آیا مگر انھوں نے مقبول نہ کیا ہزاروں طرح کے حیلے و بہانے کیے طرح طرح کی شرارتیں و منصوبے تجویز کیے مگر اللہ تعالےٰ کا جیسا کہ وعدہ تھا اپنے زور آور حملوں کر سچائی ظاہر کرتا رہا۔

عیسائی لوگ زہرناک کیڑے کیطرح اسلام کے درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں مگر علماء کو ذرا بھی خیال نہیں بلکہ اپنے خیالات سے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے اور دوبارہ قیامت سے پہلے آئے گا مدد دے رہے ہیں انکی لگاتار کوشش یہی ہے کہ اسلام کا نام تک مٹ جائے۔ اور یہ اپنے فاسد عقائد سے ان کو مدد دے رہے ہیں۔

دیکھو کہ پادریوں نے شہر شہر گاؤں گاؤں مکر و تزویر کا جال پھیلایا ہوا ہے عورتوں اور بچوں تک کمر بستہ ہیں کہ کسی طرح ایک عاجزہ کے بیٹے کو خدا بنا کر منوا دیں کئی کروڑ کتابیں ردّ اسلام میں بنا کر مفت تقسیم کر دیں اسپر بھی مسلمانوں کو غیرت نہ آئی کیا وہ خدا جو کہتا ہے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ کیا وہ غلط کہتا ہے کیا اسلام کی وہ ابھی حالت نہیں ہوئی جو کسی مصلح و مجدد کی ضرورت پیدا کرے طرح طرح کے زمینی و آسمانی نشان پورے ہو چکے مگر وہ اب تک منکر ہیں۔ آج تک ۲۹ لاکھ مسلمان مرتد ہو گئے ہیں ایک وہ زمانہ تھا کہ اگر ایک شخص مرتد ہو جاتا تھا تو قیامت برپا ہو جاتی تھی جس قدر مسلمان باقی ہیں وہ بھی عیسائیت کے قریب قریب ہی ہیں اگر سو سال تک ایسی ہی حالت رہتی تو اسلام کا نام و نشان زمین سے مٹ جاتا۔..... لیکن خدا تعالےٰ کا شکر اور احسان ہے کہ اُس نے عین ضرورت کیوقت مجھے مسیح موعود کرکے بھیجا یہ بات کوئی بناوٹی نہیں صدہا نشان خرق عادت کے طور پر آسمان و زمین پر میری تصدیق کے لیے ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں چنانچہ طاعون بھی ایک نشان ہے جسکی بابت کل انبیا خبر دیتے رہے چنانچہ قرآن شریف میں لکھا ہے اِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا اَوْ مُعَذِّبُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کوئی بستی اور کوئی گاؤں ایسا نہ ہوگا کہ جس سے ہم قیامت سے پہلے خطرناک عذاب میں مبتلا نہ کریں گے یا ہلاک نہ کریں گے غرض کہ یہ منذر نشان ہے کسوف و خسوف کا نشان لوگوں نے ہنستے ہوئے دیکھا اور طاعون کا نشان روتے ہوئے۔

بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارے آدمی کیوں مرتے ہیں۔ ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی جب لوگ عذاب کا معجزہ مانگتے تھے تو انکو تلوار کا معجزہ ملا اور یہ بھی ایک قسم کا عذاب تھا چنانچہ کئی صحابہ بھی تلوار سے شہید ہوئے مگر کیا ابو بکر و عمر جیسے بھی ہلاک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے جس جس انسان کے دماغ یا ہاتھ سے کوئی اپنا کام لینا ہے وہ تو بچ ہی رہے اور بالمقابل جتنے رئیس کفار تھے ان سب کا ٹھکانہ جہنم ہوا اور ان کے صغیر و کبیر سب کے سب ہلاک ہو گئے اگر ایک شخص کا ایک پیسہ چوری ہو گیا ہے اور دوسرے کا تمام گھر بار لوٹا گیا ہے تو کیا وہ آدمی جس کا تمام گھر بار لوٹا گیا پیسہ والے کو کہہ سکتا ہے کہ تم اور ہم برابر ہیں۔ بھلا سوچو تو سہی اگر ۷۰ برس تک ہمارا کوئی آدمی ہلاک نہ ہو تو ایسا کوئی آدمی ہے جو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے رکا رہے مگر اللہ تعالےٰ کو یہ امر منظور نہیں ہے اور نہ کبھی ایسا ہوا ایمان کی حالت ہی کا پوشیدہ ہونا ضروری ہے جبتک ہماری جماعت تقویٰ اختیار نہ کرے نجات نہیں پا سکتی خدا تعالےٰ اپنی حفاظت میں نہ لے گا یہی سبب ہے کہ بعض اُن صحابہ میں سے جن جن کر بڑے بڑے کام لینے تھے وہ سب سخت سے سخت خطروں میں بھی بچائے گئے دوسروں کو خدا نے جلد اُٹھا کر بہشت میں داخل کیا۔ جاہل کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی جو بات منہ میں آئی کہہ دی ہر ایک نبی کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے جہاں کفار مرتے تھے وہاں اصحاب میں سے بھی کوئی نہ کوئی مر جاتا تھا اگر خدا تعالےٰ کھلا کھلا نشان مثلاً سو گز کا سانپ کر دے تو نیک و بد میں فرق کیا رہے گا تمام یورپ و امریکہ داخل اسلام ہو جاویں گے مگر خدا تعالےٰ نے ہمیشہ امتیاز رکھا ہے صحابہ کرام کو خدا تعالیٰ نے توحید پھیلانے کیلئے پیدا کیا اور انھوں نے توحید پھیلائی اب بھی خدا تعالےٰ کا ارادہ ہے کہ توحید پھیلے جو آوے گا وہ خدا کی رحمت سے محروم نہ رہیگا مگر چاہیے کہ اپنے وجود کو وہ مفید بناوے اللہ تعالےٰ خود اُسکی حفاظت کریگا۔

زبان سے خدا خدا کہتا مگر عمل سے خدا سے بیگانگی ایک طرح کا دھریہ پن ہے۔ گھر والوں کو ذکر اللہ سے معمور کرو صدقہ و خیرات دوگنا ہونا ہے بجز اللہ رحم کرے جو لوگ بیعت کرکے چلے جاتے ہیں اور پھر شکل ہی نہیں دکھلاتے اُنکے لیے دعا کیا ہو جب سامنے ہی نہیں رہتے یاد تک بھی نہیں رہتی۔ یار بار ملو اور تعلق محبت بڑھاؤ جو بار بار آتا ہے اُسکی ذرا سی تکلیف سے دعا کا خیال آجاتا ہے مگر جو لوگ دنیا کے معاملات میں مستغرق رہتے ہیں وہ ایسی آگ ہیں گویا انہوں نے ...

+ حضرت اقدس کے حکم سے یہ ارشاد ... ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء ...

مختصر نوٹ اور نکات

چونکہ انسان کی فطرت آج بھی وہی ہے جو پہلے تھی اس لیے راستبازوں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے جس قسم کے معاملات پہلے پیش آئے ضرور ہے کہ آج بھی وہی ظہور میں آئیں پس جب ہم اپنے صادق اور برگزیدہ امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مخالفت کرنے والوں کے حالات پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں رہتا ہر ایک شخص جو اس سوال پر غور کرنا چاہے اسکا فرض ہے کہ وہ پہلے راستبازوں اور اُنکے مخالفوں کے حالات پر نظر کرے۔

انجیل کی ساری تعلیم کی خوبیوں میں مسیح کا پہاڑی وعظ پیش کیا جاتا ہے۔ جنمیں لکھا ہے کہ مبارک وہ جو دل کے غریب ہیں یا حلیم ہیں وغیرہ وغیرہ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ محض یہ امور کہ جو ایک نااہل اور نجات کے سرچشمہ سے ناآشنا بلکہ بعض جانوروں کو بھی حاصل ہیں خدا پرستی کا ذریعہ یا خداشناسی اور معرفت تامہ الٰہیہ کا نشان کیسے سمجھے جا سکتے ہیں کیونکہ واقعات خارجیہ بتلاتے ہیں کہ جانوروں اور دھریہ مزاج اور اوباش طبع لوگوں میں بھی انہیں سے اکثر یا بعض باتیں پائی جاتی ہیں + ہم نہیں چاہتے کہ انجیل کی اس تعلیم کو ملحوظ خاطر رکھکر خدا تعالےٰ کے برگزیدہ رسول مسیح ابن مریم (جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے) کی عدم معرفت و بصیرت پر استدلال کریں لیکن ہمیں کچھ شک نہیں کہ انجیل جس یسوع کا ذکر کرتی ہے اُسنے اگر یہ تعلیم دی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ باوجود خدائی کا بیہودہ اور ناسزا دعویٰ کرنے کے انسان کی طبعی حالتوں اور اخلاقی تقاضوں میں کچھ بھی فرق نہیں کر سکتا۔

ہندوؤں اور عیسائیوں میں انسان یا جانوروں کو خدا بنانے کی ایک مماثلت پائی جاتی ہے لیکن ہندوؤں نے یہ کبھی تجویز نہیں کیا کہ نجات کے لیے ان کے خدا کو ملعون بننا پڑا۔ یہ ایجاد صرف حضرات عیسائیوں کی ہی ہے۔ علاوہ بریں ایک امر قابل غور اور ہے ہندو بیل کنٹھ یا گائے کو مثلاً متبرک سمجھتے ہیں انکو وہ خدا نہیں مانتے

لیکن وہ با ایں ہمہ انکی اسقدر رعایت رکھا کرتے ہیں کہ انکا مارنا اور انکو ستانا حرام سمجھتے ہیں اور بعض اوقات گاؤکشی پر کشت وخون ہوگئے ہیں لیکن ہمیں عیسائیوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کبوتر کو (کیونکہ روح القدس اسی شکل میں اترا) جسے خدا کا تیسرا اقنوم تسلیم کرتے ہیں اسپر بھی کثرت کے ساتھ اسکا شکار کیا جاتا اور اسے کھایا جاتا ہے حالانکہ روح القدس (کبوتر) کے حق میں برا کہنا بھی معاف نہیں ہوگا شاید جیسے مسیح کا گوشت اور خون کھانا (جیسا کہ عشاء ربانی میں ہوتا ہے) وسیلہ نجات سمجھا جاتا ہے اسی طرح جیسے کبوتر بھی ہوگا لیکن یہ نکتہ بہرحال عیسائی اخبارات کے بیان کرنے کا ہے۔

انسانی خطاکاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کرنے کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الٰہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطاکاریوں کا باقی رکھا تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پاویں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور اسکو انسانی فطرت چاہتی ہے۔

حقیقی نجات وہ ہے جو اس دنیا میں اسکی حقیقی نجات یا بندہ کو محسوس ہو جاوے اور وہ اسطرح ہے کہ نجات یا بندہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ توفیق عطا ہو جاوے کہ وہ اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دے اسطرح پر کہ اسکا مرنا اور جینا اور اس کے تمام اعمال خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاویں اور اپنے نفس سے وہ بالکل کھویا جاوے اور اس کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی ہو جاوے اور پھر نہ صرف دل کے عزم تک یہ بات محدود رہے بلکہ اس کے تمام جوارح اور اسکے تمام قویٰ اور اسکی عقل اور اسکا فکر اور اسکی تمام طاقتیں اسی راہ میں لگ جائیں تب اسکو کہا جائیگا کہ وہ محسن ہے یعنی خدمتگاری کا اور فرمانبرداری کا حق بجا لایا جہانتک اسکی بشریت سے ہو سکتا تھا سو ایسا شخص نجات یاب ہے اسی کی طرف اشارہ ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ یعنی کہدو میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میرا مرنا اللہ ہی کے واسطے جو رب العٰلمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور اسی درجہ کے حاصل کرنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول درجہ کا مسلمان ہوں۔

انسان کی عملی اور اعتقادی غلطیاں ہی دراصل عذاب کی جڑ ہیں اور وہی درحقیقت خدا تعالیٰ کے غضب سے آگ کی صورت پر متمثل ہو جاتی ہیں اور جسطرح پتھر پر سخت ضرب لگنے سے آگ نکلتی ہے اسی طرح غضب الٰہی کی ضرب انھیں بداعتقادیوں اور بدعملیوں سے آگ کے شعلے نکالے گی اور وہی ..... بداعتقادوں اور بدکاروں کو کھا جائیگا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بجلی کی آگ کے ساتھ خود انسان کی اندرونی آگ شامل ہو جاتی ہے تب دونوں ملکر اسکو بھسم کر دیتی ہیں اسی طرح جب غضب الٰہی کی آگ بداعتقادی اور بدعملی کی آگ کے ساتھ ترکیب پا کر انسان کو جلا دے گی + پس نجات وہی پائے گا جو بداعتقادی اور بدعملی کی آگ سے دور رہے گا سو جو لوگ ایسے طور کی زندگی بسر کرتے ہیں کہ نہ تو بوجہ خداشناسی کی وجہ سے ان کے عقائد درست ہیں اور نہ وہ بداعمالیوں سے باز رہتے ہیں بلکہ ایک جھوٹے کفارہ پر بھروسہ کر کے دلیری سے گناہ کرتے ہیں انکو علم ہی نہیں کہ دراصل ہر انسان ہی کے اندر دوزخ کا شعلہ اور اندر ہی نجات کا چشمہ ہے دوزخ کا چشمہ فرو ہونے سے خود نجات کا چشمہ جوش مارتا ہے لیکن یہ علوم حاصل نہیں ہو سکتے جبتک انسان حقیقی طور پر اسلام میں داخل نہ ہو اور اس معلم کی پاک صحبت سے فیض نہ اٹھائے جو کہ ان آسمانی علوم کو لیکر آیا ہے۔

اگر کفارہ کا مسئلہ سچ ہے اور یہی درست ہے کہ تمام دنیا کے گناہ غریب یسوع پر ڈالے گئے اور گناہ کی لعنت اور تاریکی گنہگاروں سے لی گئی اور یسوع کے دل پر رکھی گئی تو اس سے لازم آتا ہے کہ اس کارروائی کے بعد یسوع کے سوا ہر ایک کو پاک زندگی اور خدا کی معرفت حاصل ہو گئی ہے مگر نعوذ باللہ یسوع ایک ایسی لعنت کے نیچے دبایا گیا جو کروڑہا لعنتوں کا مجموعہ تھی لیکن جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے گناہ اس کے ساتھ ہیں اور فطرۃ نے جسقدر کسیکو کسی جذبہ نفسانی یا افراط اور تفریط کا حصہ دیا ہے وہ اس کے وجود میں محسوس ہو رہا ہے گو وہ یسوع کو مانتا ہے یا نہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جیسا کہ لعنتی زندگی والوں کی لعنتی زندگی ان سے علیحدہ نہیں ہو سکتی ایسا ہی وہ یسوع پر بھی نہیں پڑ سکی کیونکہ جب لعنت اپنے محل پر خوب چسپاں ہے تو وہ یسوع کی طرف کیونکر منتقل ہو سکے گی اور یہ عجیب ظلم ہے کہ ہر ایک خبیث اور ملعون جو یسوع پر ایمان لاوے تو انکی لعنت یسوع پر پڑے اور اس شخص کو بری اور پاکدامن سمجھا جاوے پس ایسا غیر منقطع سلسلہ لعنتوں کا جو قیامت تک رہیگا اگر وہ ہمیشہ تازہ طور پر غریب یسوع پر ڈالا جاوے تو کس زمانہ میں اسکو لعنتوں سے سبکدوشی ہوگی کیونکہ جب وہ ایک گروہ کی لعنتوں سے اپنے تئیں سبکدوش کرے گا تو پھر نیا آنے والا گروہ جو خبیث وجود کے ساتھ نئی لعنتیں رکھتا ہے وہ انکی تمام لعنتیں اسپر ڈالدے گا علی ہذا القیاس اس کے بعد دوسرا گروہ دوسری لعنتوں کے ساتھ آئے گا تو پھر ان مسلسل لعنتوں سے فرصت کیونکر ہوگی؟ اسلیے تو ماننا پڑتا ہے کہ یسوع کے لیے وہ دن پھر کبھی نہیں آئیں گے جو اسکو خدا کی محبت اور معرفت کے نور کے سایہ میں کھڑے والے ہوں بلکہ ایسے عقیدہ سے اگر کچھ ثابت ہوا تو وہ یہی ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے ایک مقدس کو ایک غیر منقطع ناپاکی میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہے اور بدقسمتی سے اس اصل بات کو چھوڑ دیا ہے جس سے گناہ دور ہوتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ وہ آنکھ پیدا کرنا جو خدا کی عظمت کو دیکھے اور وہ یقین حاصل کرنا جو گناہ کی تاریکی سے چھڑا دے۔

انعامات الٰہیہ کی تکمیل ہمیشہ اسی طرح ہوا کرتی ہے کہ احباب کامیاب مظفر و منصور ہوں اور اعدا ناکام و نامراد رہیں۔

اطلاع

۱۰ جون کے الحکم میں مضامین کی ترتیب میں کسی قدر بے ترتیبی واقع ہوئی ہے۔ کلمات طیبات کے تحت میں بصفحہ اول جو مضمون لکھا گیا ہے اسکا سلسلہ ۱۰ جون والے اخبار سے نہیں ملتا بلکہ یہ ایک الگ مضمون ہے۔ حفظ صحت اور اسلام نمبر ۲ کے ماتحت جو مضمون لکھا گیا ہے وہ دراصل مختصر نوٹ اور نکات کے عنوان کے نیچے ہے۔ ایڈیٹر

تفسیر القرآن

میری غیر حاضری کی وجہ سے نمبر ۳ شائع نہیں ہوا اسلیے نمبر ۳-۴ ایک جلد میں اور ۵-۶ ایک جلد میں شائع کر کے سلسلہ کو برابر کر دینے کی کوشش کر رہا ہوں انشاء اللہ جلد انتظام ہو جائے گا۔ ایڈیٹر

حضرۃ حکیم الامت کے ارشادات

ایمان کے سوا نجات نہیں اور حب الٰہی کے سوا اسکی ترقی نہیں پس اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قوتوں کے بڑھانے کے واسطے اسباب بنائے ہیں جنمیں سے اول یہ ہے کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت عظمت اور جبروت کا اظہار کیا ہے تاکہ اس سے ایمان بڑھے اور پھر انعامات جتاتا ہے تاکہ ان کے مطالعہ سے محبت ترقی کرے خلاصہ یہ ہے کہ علم کامل اور قدرت کاملہ کے مطالعہ سے ایمان اور انعامات و احسانات کے مطالعہ سے الٰہی محبت ترقی کرتی ہے۔

پرانی باتوں پر سوائے کافی ثبوت کے اپنی رائے زنی نہ کرو۔ کیونکہ اس کے متعلق سوال ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کوئی بات قاطع دلائل کے ساتھ ثابت ہو جاوے تو اس کے سامنے سر جھکا دینا چاہیے۔

رخصت رخصت قانون قدرۃ میں لازمی ہے مثلاً دن کے بعد رات ہی آجاتی ہے جو آرام کرنے کا وقت ہے رخصت میں اُستاد لڑکوں کو کام دیکر تمیز کر لیتا ہے کہ کون بڑا محنتی اور شوقین ہے اور کون بے شوق

رُخصت میں طالب علم کو خود اپنے آپ کے امتحان کا موقع ملتا ہے کہ جب اسپر کوئی نگران نہیں اس وقت وہ اپنے نفس پر حکومت کر سکتا ہے یا نہیں۔

یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جس چیز سے تعلق رہے اس سے پیار اور جس سے بے تعلقی ہو اُس سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔ اسیطرح جب طالب علم والدین سے مدۃ تک الگ رہتا ہے تو ان کے تعلق میں فتور آنے لگتا ہے رخصتوں میں ان تعلقات کو زیادہ تازہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور پھر ایک نیا تعلق شروع ہوتا ہے اور والدین کو معلوم ہو جاتا ہے کہ سکول کا اثر ان کے بچوں پر کیا ہوا۔ ؟

مدرسہ کی پابندی کی وجہ سے تم انسانوں کی نماز پڑھتے ہو یا محض خدا کی یہ پتہ بھی ان رخصتوں میں ملتا ہے والدین اگر بے نماز ہوں یا سُست ہوں تو انکو اپنی نماز کی پابندی کا نمونہ دکھا کر ہوشیار کرنے کا موقع ملتا ہے اور اگر ہوشیار ہیں تو انکو خوش کرنے کا اور ان سے بڑھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

نوٹ یہ مختصر نصائح حضرت حکیم الامت نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبہ کو سالانہ موسمی تعطیلات کی تقریب پر کی تھیں ہم نے اس مضمون کے اشارات لکھے ہوئے ہیں

انشاء اللہ تعالیٰ اگر خدا نے توفیق دی تو رخصت پر ایک مضمون لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایڈیٹر

اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ

یعنی متقی کے ہر حال اور ہر وقت میں جنت قریب ہوتی ہے اس کے واسطے دنیا میں جنت ہوتا ہے قبر میں حشر میں نشر میں صراط میں ہر جگہ جنت ہوتی ہے یہانتک کہ اس کے واسطے جہنم بھی جنت ہوتا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک دار وغہ جیل جیل میں جا کر چوروں کو نکالتا ہے وہ خود زندانی نہیں ہوتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دوزخمیں سے بعض کو نکالیں گے تو آپ کے واسطے وہ بھی جنت ہی ہوگا۔ جنت کے مستحق اوّاب اور حفیظ ہوتے ہیں اوّاب وہ ہوتے ہیں جو رجوع الی اللہ کرنے والے ہوتے ہیں اور حفیظ وہ ہوتے ہیں جو اس رجوع پر مستقل مزاج ہوتے ہیں۔

سنۃ اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور مامورانِ الٰہی کے ساتھ شروع میں بڑے لوگ شامل نہیں ہوتے بلکہ انکی طرف غریب اور کمزور لوگوں کا رجوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک عظیم الشان ستر ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ خدا تعالیٰ کے مامور کامیاب اور بامراد ہونیوالے ہوتے ہیں اس لیے اگر ان کے ساتھ بڑے آدمی اول اول شریک ہو جائیں تو ان کے ایمان کمزور رہیں اور انکا تکبر بڑھ جاوے وہ یہ کہیں کہ اسکی کامیابی ہمارے ہی سبب اور ہمارے ہی رسوخ سے ہوئی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ انکو اولاً شریک نہیں کرتا تا وہ اُس کے مامور پر اپنا احسان نہ جتانا شروع کر دیں پس چھوٹے درجے کے لوگ اول اول توجہ کرتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ انکو کامیاب اور بامراد کرتا ہے جس سے انکا ایمان بڑھتا ہے اور وہ احسانات الٰہی کا اقرار کرتے ہیں اور یہ کامیابیاں دنیا کے واسطے عظیم الشان معجزہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ لوگ جو کمزور اور زبردست نظر آتے تھے وہ طاقتور اور بڑے آدمی بنجاتے ہیں اور متکبر کا فرشاہ ہو جاتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرۃ کا ملہ نظر آتا ہے۔

پیری اور مریدی کے تعلق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شنید بدید مبدل گردد و سمعی کشفی گردد۔ کشفی امور اور شنیدہ باتیں دید میں آجاتی ہیں

(یہ ایک لطیف نکتہ ہے ناظرین اسپر غور کریں۔ ایڈیٹر)

شفاعت کا مدار ایمان پر ہے اسی وقت سے انکے واسطے شفاعت شروع ہو جاتی ہے اور رسول تو جب سے رسالت لیکر آتا ہے اُسوقت سے ہی شفاعت کی اجازت ہو جاتی ہے جو انکی دعاؤں کا رنگ اختیار کرتی ہے یہ سچ ہے کہ وہ شفاعت اُسی وقت کرتے ہیں جب اُنکو اذن ہوتا ہے۔ اذن کے بغیر انکی روحمیں شفاعت کا جوش ہی نہیں پیدا ہوتا۔

نیکی کر دریا میں ڈال۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نیکی کسی حال میں ضائع نہیں ہوتی۔ پس مت خیال کرو کہ کوئی نیک کام اگر ہم کرینگے تو وہ اکارت جائیگا یا اسکا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوگا۔

میں اُن لوگوں کو جو میرے درس قرآن میں آتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسائل سوچنے چاہییں جن سے دینی یا کم از کم دنیوی فائدہ ہی مقصود ہو۔ بیجا بحثوں سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اخلاقی طاقتیں اور روحانی قوتیں جو حقائق اور معارف کے لیئے والی خدا تعالیٰ نے رکھی ہیں وہ کمزور ہو جاتی ہیں

ہمارے مخالف الرائے مسلمانوں کی کیسی بدقسمتی ہے کہ اپنی قوم کو یہودیوں کا وارث تو مان لیتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ مسیح صدیقین شہیدا میں سے نہیں ہو سکتے وہ مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی حدیث کے موافق ہماری قوم یہود تو ہو گئی مگر ان کی اصلاح کے لیے جو مسیح آئے گا وہ اس اُمت میں سے نہ ہوگا۔ وہ دوسری قوم یہود سے ہوگا۔ ؟ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مخلوق دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ جو دوسروں پر طعن اور اعتراض کرتی ہے مگر اپنے مذہب قوم اور ذات کے فضائل کچھ بھی بیان نہیں کر سکتے + اس قسم کی مخلوق کے ماتحت وہ مذہب ہیں جو اسلام کی مخالفت کرتے ہیں مثلاً کل عیسائی کل انبیاء علیہم السلام اور کل راستبازوں اور صدیقوں کے متعلق اعتراض کرتے ہیں لیکن اپنی کوئی خوبی اور فضیلت بیان نہیں کر سکتے۔ ایسا ہی آریہ سماج والے بھی کرتے ہیں یہ لوگ چھینتے ہیں مگر دیتے کچھ بھی نہیں۔ اسلیے انکا علاج ہے استغفار کرنا۔ دعا کرنا۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل مانگنا۔ **مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ** ایسے ہی لوگوں کے واسطے ہے۔

دوسری وہ مخلوق ہے جو اپنے فضائل کو پیش کرتی ہے اور دوسروں کے رزائل کو دور کر کے انکو اُن کا وارث بناتی ہے یہ اسلام کا خاصہ ہے کہ اول البدل یہ خوبی اور عمدگی پیش کرتا ہے اور پھر

۶م

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا